ننگِ دین
ننگِ وطن

پروفیسر فیاض کاوش

مکتبہ نظامی
جامع مسجد شمع نگر بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)

ننگِ دین ننگِ وطن

از

پروفیسر فیّاض کاوِش

ناشر

مکتبہ نظامی

جامع مسجد، شمع نگر، بھیونڈی، تھانہ

قیمت ۲۵ روپے

عرض ناشر

خطبات نظامی کی اشاعت پر قارئین نے ہماری خوب خوب حوصلہ افزائی کی اور بڑی تیز رفتاری کے ساتھ پورے ملک میں پھیل گئی ہمارے جذبۂ اشاعت دین کو تقویت ملی اور خطبات کے بعد دیگرے بعد دیگرے سیرت امام الانبیاء، اسلامی تقریبات، سبھی منظر عام پر آئیں۔ زیر نظر کتاب ننگ دین ننگ وطن میں پروفیسر فیاض احمد کاوش صاحب نے تاریخ کے آئینے میں حقائق کی عکاسی کی ہے غداران ملک وملت کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ ملت فروشوں کی داستانِ ترنگ قلمبند کیا ہے اور اسلام دشمنی و خیانت اور انگریز دوستی کا پردہ فاش کیا ہے۔ ایسی دو شخصیتوں کے روسیاہ کو بے نقاب کیا ہے جن کا علمائے اہلسنّت نے ہمیشہ تعاقب کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے محسوس ہوگا کہ اس تحریر کے صفحۂ قرطاس پر آنے میں جذبۂ حب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کارفرما ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے حبیب پاک علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل ہم سب کو حق پر قائم رکھے اور حق ہی کی اشاعت و تبلیغ کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین

محتاج دعا

محمد صدیق رضوی الٰہ آبادی

ننگِ دین
ننگِ وطن

○ سید احمد بریلوی اور

○ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی

کی سچی تصویر غداریٔ تاریخ کے آئینے میں حقائق کی عکاسی ——

"انگریز دوستی" اور "مسلم کشی" کی خونچکاں داستان۔

فہرست مضامین

تعارف

فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش پاکستان کے کہنہ مشق ادیب اور قلمکار ہیں، انہوں نے دینی، ادبی اور تاریخی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کی کئی تصنیفات منظر عام پر آکر مقبول ہو چکی ہیں ـــــ ان کی نگارشات زبان و بیان کی چاشنی کے ساتھ ساتھ دلائل و براہین سے مزین ہوتی ہیں ـــــ ان کی تحریر میں بے ساختگی اور بے باکی ہے۔ وہ اقبال کے اس مصرعے کے ترجمان ہیں۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

ـــــ ان کے یہاں منافقت نہیں، دورنگی نہیں، مصلحت وقت نہیں ـــــ وہ چھپاتے نہیں برملا کہتے ہیں ـــــ وہ یک رنگ ہیں۔

یک رنگی و آزادی اے ہمت مردانہ

پیش نظر کتاب کا موضوع وہ ایسی شخصیات ہیں جن کا گذشتہ پونے دو سو سال سے برابر تعاقب کیا جارہا ہے۔ یعنی ـــــ مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ـــــ !

ان دونوں حضرات کو ہمارے مؤرخین نے ہیرو بنایا ہے ـــــ تاریخ پاک و ہند کا یہ عظیم المیہ ہے ـــــ ان دونوں حضرات کے افکار و خیالات نے عشق و محبت کی دنیا ویران کی اور ان کی خون آشام تلوار

نے خون مسلم سے ہولی کھیلی اور دہشت و بربریت کا ایسا ہولناک ماحول پیدا کیا
کہ شہید تیغ قتیل پکار اٹھا۔

ہم تو کل قتل ہو چکے غمگین
دیکھئے آج کس کی باری ہے

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا ذکر نہیں کیا جاتا جس کو چھپایا جاتا
ہے۔ اور ان دونوں کو تاریخ کی مقدس ترین ہستیاں بنا کر دکھایا جاتا
ہے ـــــــ سچ ہے مؤرخ کا قلم بڑا رازدار ہے جس کو چاہتا ہے
چھپاتا ہے جس کو چاہتا ہے کچھ کا کچھ بنا کر دکھاتا ہے ـــــــ کس کو معلوم
نہیں کہ جس صوبہ سرحد میں ان دونوں نے مسلمانوں کا خون بہایا وہاں
پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں کتنی دشواریاں پیش آئیں
لیکن مؤرخ کے قلم نے نہ جانے کیوں اس فساد کو جو ان دونوں نے صوبہ
سرحد میں برپا کیا تھا "پاکستان کا پہلا جہاد" قرار دیا۔ اور تاریخ کو مسخ
کر کے رکھدیا۔ ـــــــ حقیقت یہ ہے دونوں حضرات نے جس فکر کی
تشکیل کی اس کو اسلامی حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ اُس نے اُس قومی
حکومت کے لیے راہ ہموار کی جس کا آج بھی بھارت علمبردار ہے ـــــــ
اس تاریخ سے جو بھی متاثر ہے۔ اس کے دل میں "مشرک ہند" اور "کافر
فرنگ" کی جگہ ہے ورنہیں ہے تو عاشق مصطفےٰ کی جگہ نہیں! ـــــــ
ان کی تلواریں آج بھی اس کے خون کی پیاسی نظر آتی ہیں ـــــــ بہرکیف
وقت آگیا ہے کہ ملت اسلامیہ کو ان دونوں کی صحیح تصویر دکھائی جائے۔
فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش نے ان دونوں حضرات
کے چہروں سے نقاب اٹھا ہے اور داغ دھبوں کو دکھایا ہے جس کو دیکھکر

حیرت ہوتی ہے۔ اور جن مؤرخوں اور محققوں نے ان چہروں کو حسین بنا کر دکھایا ہے اُن کی شرمناک جرأت پر تعجب ہوتا ہے ـــــ فاضل مصنف نے دلائل و براہین کی روشنی میں حقائق بیان کئے ہیں اور اس پر مستزاد ان کا دلپذیر اور دلکش طرزِ بیان ہے جس میں وہ منفرد نظر آتے ہیں ـــــ وہ بات کہتے ہی نہیں، دلوں میں اتارتے ہیں اور دلوں سے رگ رگ میں پیوست کر دیتے ہیں ـــــ ممکن ہے کہ بعض حضرات ان کے جلالِ تحریر کو اچھا نہ سمجھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جو کچھ لکھا اور جو کچھ کیا ہے وہ ایسا خون چکاں ہے کہ جس کے دل میں مصطفیٰ کا عشق اور ملت کا درد ہے۔ وہ چیخے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ؎

کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

محبوب سے محبت کا تقاضا ہے کہ گستاخ و بے ادب سے نفرت کی جائے ـــــ دل کی مسند پر بیک وقت دونوں نہیں بیٹھ سکتے ـــــ یہاں رقیبِ روسیاہ کا کیا کام؟ ـــــ یہاں تو رب العلمین اور محبوب رب العلمین جلوہ فرما ہیں ـــــ یہاں تو روشنیاں ہیں ظلمتوں کا کیا کام؟ ـــــ یہاں تو جنون و دیوانگی ہے ہوش و خرد کا کیا کام؟ ـــــ ہاں ؎

"نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا"

بعض حضرات اتحادِ امت کی بات کرتے ہیں مگر ـــــ اتحادِ فکر کے بغیر اتحادِ امت ـــــ ممکن نہیں ؎

"... ... ئے خام واے تمنائے خام"

جب چہروں سے نقاب اُٹھ جاتے ہیں اور رازہائے سربستہ طشت از بام کیے جاتے ہیں تو غلط کاریوں کو چھپانے کے لئے "اتحاد" کا نعرہ الاپا جاتا ہے ——— ایک الٰہ - ایک کتاب، ایک رسول اور نقاب الٹنے والوں کو فتنہ گر ثابت کیا جاتا ہے مگر وہ وقت ——— بھلا دیا جاتا ہے جب اتحاد کا نعرہ لگانے والوں کی نظر میں نقاب اُلٹنے والے بھی کافر و مشرک تھے ——— اُس وقت نہ اللہ ایک نظر آیا، نہ کتاب ایک نظر آئی، اور نہ رسول ایک نظر آیا ——— سچ ہے جب جان پر بنتی ہے تو عقل ٹھکانے آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے فکر و نظر کی اصلاح کے لئے خوب محنت کی اور حقائق و واقعات کو مؤثر انداز میں بیان فرما کر آنکھیں کھول دیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو آباد رکھے اور ہم سب کو نعتِ مصطفےٰ میں رطب اللسان رکھے۔ آمین! ؎

مطرب خوشنوا بگو، تازہ بتازہ نو بنو
چپ نہ ہو ہائے چپ نہ ہو گائے جا گائے جا

ادارہ

مسلمانوں کی یکجہتی سنہرہ دور

"وہ لوگ کیا ہوئے وہ زمانہ کدھر گیا"

شروع شروع جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو ان سب کا — "ایک عقیدہ" — "ایک مذہب" — اور ایک مسلک تھا — !!!

طوطی ہند حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام بلاغت نظام میں مسلمانوں کی اسی یک رنگی کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب — "رد رفاض" — میں مسلمانوں کی اسی فکری و مذہبی ہم آہنگی کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواز میں حضرت امیر کے اشعار پیش کئے ہیں اس کے بعد ایران سے شیعان علی کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک علیحدہ یہی پہلا نووارد گروہ تھا ورنہ باقی سارے کے سارے مسلمان ایک ہی عقیدے پر متحد تھے اور جماعت اہلسنت سے منسلک تھے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء تک ہندوستان کے مسلمانوں میں صرف دو فرقے تھے۔

ایک تو — "اہلسنت وجماعت" — اور دوسرا — "اہل تشیع" — ! بس ان کے علاوہ اور کوئی تیسرا فرقہ ہندوستان کے مسلمانوں میں تھا ہی نہیں۔ چنانچہ انگریزی عملداری سے پہلے پہلے تمام مسلمان زیارت قبور اور ایصال ثواب کے قائل تھے — عرس و اعراس اور مولود شریف کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

——— اکبر بادشاہ جیسے ملحد کے دور میں بھی عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وہ شان دار جشنِ عام ہوتا تھا کہ بس دیکھتے ہی رہیے! شہر کی تمام سڑکوں کو دلہن کی طرح سجایا جاتا تھا ——— بیچ میں دسترخوانِ نعمت بچھایا جاتا تھا ——— جس پہ ہر خاص و عام پر دعوت طعام کا اذنِ عام ہوتا تھا ———!

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ خود اہل سنّت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر بڑی دھوم دھام سے لال قلعے میں محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا تھا۔

——— اور کیوں نہ ہوتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہی مسلمانوں کے لئے ——— "مرکزِ اتحاد" ——— ہے نہ صرف مرکزِ اتحاد ہے بلکہ ——— "مرکزِ حیات" ہے! ؎

"قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ"

چنانچہ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید قسم کی محبت ہی ایمان باللہ کی قوی دلیل ہے ؎

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس نکتے کو غاصب انگریز نے خوب سمجھ لیا تھا! چنانچہ آئندہ اس ایک نکتہ خاص ہی کے تحت عیار انگریز نے مسلمانوں کی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اپنی فسادی پالیسی ترتیب دی! اس سلسلے میں تاریخی حقائق اس طرح واضح اور وافر ہیں کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں!

انگریزوں کی سوداگری

دیار مصر میں دیکھا ہے میں نے دولت کو
ستم ظریف پیمبر خرید لیتی ہے

چنانچہ انگریز جیسی زیرک قوم نے اس نفسیاتی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ـــــ مسلمانوں کی قوت و شوکت کو توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے مرکزِ عقیدت یعنی ـــــ ذاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کر دیا جائے تاکہ جمعیت مسلم از خود پارہ پارہ ہو جائے. اس طرح ہر لگے نہ پھٹکڑی ـــ رنگ چوکھا آئے.

چنانچہ مسلمانوں کو زیرِ دام لانے کے لئے انگریز نے بقول علامہ اقبال یہ نسخہ تجویز کیا ؎

"وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو"

انگریز نے مسلمانوں کے دل سے عشقِ رسول اور عشقِ عظمتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کے لئے ـــــ زرِ کثیر خرچ کر کے ـــــ "ضمیر فروش علمائے سو" ـــــ کی خدماتِ جلیلہ حاصل کیں ـــــ اور پھر اس بکاؤ مال سے انگریز نے اقتدار کی منڈی میں اپنا فسادی کاروبار پھیلایا ـــ!

چنانچہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ـــــ ان کے مرکزِ اتحاد کو توڑنے کے لئے اور ـــــ عشقِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تار پود بکھیرنے کے لئے انگریز کے بچھو مولویوں کی طرف سے ـــــ "امکانِ کذب" ـــــ "امتناعِ نظیر" ـــــ "علمِ غیب" ـــــ اور "حاضر و ناظر" ـــــ جیسے نئے نئے مسائل اٹھائے گئے. مزید یہ کہ مسلمانوں کو مشغول کرنے کے لئے اِن لایعنی مسائل کی اشاعت کے لئے زبانِ طعن و تشنیع استعمال کی گئی ـــــ اس طرح "عقائدِ اہلِ سنت" ـــــ کے خلاف گستاخانہ لب و لہجہ کے تیر و نشتر چلائے گئے ـــــ اور

مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا گیا۔
_____ انتہا یہ کہ "اہل سنت" کو _____ "اہل بدعت" کا لقب دیا گیا
_____ اس طرح "مسلک حقہ" پر شرک و بدعت کا لیبل لگا یا گیا !!
اپنی اپج سے یہ نئے نئے مسائل گھڑنے والے گھٹیا ملا ٹے سارے
کے سارے انگریز کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار تھے (جس کے ثبوت میں تاریخی
حوالے آگے آرہے ہیں) اُن سب کے سرغنہ امام الوہابیہ _____ "مولوی
اسمٰعیل دہلوی _____ تھے۔ جی ہاں ! _____ یہ ایک حقیقت ہے _____
_____ تلخ حقیقت _____ جسے قبول کئے بغیر چارہ نہیں ! ہندوستان
میں یہی وہ پہلا شخص ہے جس کی علمی و عملی کوششوں سے _____ "جماعت
اہل سنت" _____ میں رخنہ پڑا _____ مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ
بکھرا _____ ! گستاخی و بے ادبی کا دروازہ کھلا _____ !!! اس کے
نتیجہ میں انگریزی پالیسی کا بول بالا ہوا _____ دجل و فریب کا کالا منہ اور
اور کالا ہوا۔ _____ چنانچہ خارجی ذہنیت کے حامل لوگوں میں سے کوئی
_____ "غیر مقلد" _____ بنا ! کوئی _____ "وہابی" _____ کہلایا !
_____ کوئی دیوبندی ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر معمولی پڑھا لکھا
آدمی _____ "توحید" _____ کے نام پر _____ توہین رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم" کرنے لگا _____ اولیاء کرام کی عظمت کے نورانی
مینار گرانے لگا اور بندگان دین کے ادب و احترام کے پیچھے لٹھ لے کر دوڑانے لگا
غرضیکہ حقائق کی وہ دھول اڑائی گئی کہ ہر چیز دھندلا گئی ! _____ یہ
شیطانی آندھی اس زور و شور سے بڑھی چڑھی کہ سارے ہندوستان
پر وہابیت کا گرد و غبار چھا گیا _____ حاصل یہ کہ :-

بستیوں کو بانٹنے والا جو خط کھینچا گیا
خط کشیدہ لوگ اس کو رہگذر کہنے لگے

لیکن اس دور پُر فتن میں ــــــ "جماعت اہلسنت حنفی بریلوی" ــــــ سے تعلق رکھنے والے عاشقانِ رسول، بہر حال اسلاف کی ــــــ "قدیم گردش" پر دائم رہے ــــــ اسلام میں اس ــــــ "جدید گردش" ــــــ کے خلاف ــــــ تصدیق و توثیق ایک ایسی ذات والا صفات نے کی ہے کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں ــــــ یعنی مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی صاحب اس امر کی شہادت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی ــــــ
"قدیم روش" ــــــ پر قائم رہا اور اپنے کو ــــــ
ــــــ "اہل السنۃ" ــــــ کہتا رہا۔ اس گروہ
کے پیشوا زیادہ تر ــــــ "بریلی" اور "بدایوں"
ــــــ کے علماء تھے ــــــ!"

(حیات شبلی از علامہ سید سلیمان ندوی ص ۴۶ ج ۱)

گویا ــــــ بدایونی اور بریلوی علمائے اہلسنت" ــــــ ہی وہ دینی پیشوا تھے۔ جو قرون اولیٰ کے علمائے اہل سنت کے پیروکار رہتے ہوئے اپنی ــــــ "قدیم روش" ــــــ پر قائم رہے اور انگریزوں کی ملی بھگت سے وہابیہ کے اٹھائے ہوئے ــــــ "نئے فتنوں" کی لپیٹ میں نہ آئے! ــــــ اسی کے ساتھ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ علمائے بریلوی و بدایونی کے سربراہ امام احمد رضا خاں صاحب

بریلوی تھے۔ اپنے دور میں جنھوں نے جدید فتنوں کے خلاف قلمی جہاد کیا،
چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی صاحب کے اس بیان سے مخالفین و منافقین
کا یہ الزام بھی پورے طور پر رد ہوگیا کہ ــــ بریلویت انگریزی دور
کی پیداوار ہے۔" ــــ بلکہ ثابت یہ ہوا کہ بریلویت تو سختی سے
ــــ قدیم روش ــــ پر قائم رہنے والوں کی علامت ہے۔
ــــ سنیوں کی اس قدیم ترین تنظیم کا نام ــــ جماعت اہلسنت
ــــ ہے یہی اسلام کا ــــ سواد اعظم (یعنی بڑی جماعت) ہے۔
ــــ اسی کے سربراہ اپنے دور میں ــــ امام احمد رضا ــــ
تھے ــــ!

اس سے قطع نظر مورخ اسلام کے بیانات سے یہ حقیقت بھی کھل کر
سامنے آگئی کہ ــــ جماعت اہلسنت ــــ کے مدمقابل تمام جدید
فرقے بعد کی چیز ہیں یعنی ــــ قادیانیت، بنوت، نیچریت، سپد یزیت، چکڑالویت،
وہابیت، دیوبندیت اور غیر مقلد (اہل حدیث) وغیرہ سب کے سب
اٹھارھویں صدی کے بعد کی پیداوار ہیں اور ان میں سے بیشتر انگریز سرکار
کی کاشت ہیں۔ ــــ جن کے خلاف امام اہل سنت نے قلمی جہاد کیا چنانچہ
سارے ہندوستان بھر میں صرف اور صرف امام احمد رضا کی ذات تھی جس نے
اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر باغیانہ تحریک کا منہ توڑ جواب دیا اور اس
سختی سے اس کا رد کیا کہ اسلام کے نام نہاد ترقی پسند اور جدت پسند
چیخ اٹھے ــــ اور کچھ نہ بن پڑا تو الٹا امام اہل سنت پر بدعتی ہونے
کا الزام لگا دیا۔ ــــ بدعتیوں کا امام قرار دے کر اس شدت سے
ان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا کہ اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی بدعت کا علمبردار

خیال کرنے لگا حالانکہ امام احمد رضا کو بدعت سے دور کا واسطہ نہیں۔

ے وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں
وہ بات اُن کو بڑی ناگوار گذری ہے

امام احمد رضا تو قاطع بدعت تھے وہ تو بدعتیوں کا قلع قمع کر رہے تھے ــــــ یہ تاریخ کا حتمی فیصلہ ہے۔ مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی اس کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ اور اب دوسرے مشہور مورخ شیخ محمد اکرم صاحب امام احمد رضا کی قدامت پسندی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"انہوں (فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں صاحب) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔" (موج کوثر ــــ طبع ہفتم ــــ ص: ۷۰)

اس سے امام احمد رضا کی بدعت دشمنی کی مزید تصدیق ہو گئی۔ غرضکہ امام احمد رضا کی قدامت پسندی کا اس تواتر سے اعتراف کیا گیا ہے کہ اردو ادب کے معروف محقق مالک رام جو ایک بے طرف قسم کی قطعی غیر جانب دار شخصیت ہیں انہیں بھی اپنی تحقیق سے یہی معلوم ہوا کہ چنانچہ وہ امام اہل سنت کے "سخت گیر قسم کے قدیم الخیال" ہونے کی تائید و توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ "بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم" تھے۔

(تذکرہ غالب۔ مطبوعہ دہلی ص۳۳)

کیا غضب ہے کہ سارے کے سارے مستند مؤرخین تو یہ کہیں کہ

—— "مولانا بریلوی قدیم حنفی طریقوں کی شدت سے حمایت کرتے تھے"

—— وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔

—— لیکن آج کے باغی وہابی ذہن انہیں پھر بھی —— بدعتیوں کا

امام —— ہونے کا الزام لگائیں۔ ہے

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

سُنّیوں کی سَو فیصد اکثریّت

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان میں شروع ہی سے سُنّیوں کی اکثریت رہی ہے۔ چنانچہ سنیوں کی سَو فی صد اکثریت کا اعلان ایسی مُستند ہستیوں نے کیا ہے۔ جن پر کسی مخالف کو مجالِ اعتراض نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود مخالفینِ اہلسنت کی معتبر شخصیت ابوالوفا مولوی ثناء اللہ امرتسری سنیوں کی سو فی صدی اکثریت کا اعتراف کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں :-

" امرت سر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو اور سکھ وغیرہم) کے مساوی ہے۔ اسّی سال قبل قریباً ——— "سب مسلمان" ——— اسی خیال کے تھے جن کو آج کل ——— "بریلوی حنفی" خیال کیا جاتا ہے ——— "

("شمع توحید" ص۴۰ از مولوی ثناء اللہ امرتسری، مطبوعہ سرگودھا)

ابوالوفا کے دفادارو ——— سُن لو ——— "بریلوی حنفی" ——— مسلمانوں کے علاوہ یہاں کوئی اور دوسرا فرقہ تھا ہی نہیں !

یہ مشاہدہ بھی کسی "بریلوی" کا نہیں بلکہ یہ تصدیق ——— امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرت سری نے ۱۹۳۷ء میں کی ہے ——— اور

اسی کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی ماننا پڑے گا کہ ۱۹۴۲ء سے اسّی سال پہلے —— "۱۸۵۷ء" —— تھا —— ! اور یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ —— یہ وہی ۱۸۵۷ء ہے جس کے بعد انگریز نے بکمالِ غداری ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ جمایا —— اور پھر بکمالِ عیاری ہندوستان کی اکثریتی جماعتوں میں فتنہ و فساد برپا کرا کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ذلیل منصوبہ بنایا —— !

جی ہاں ! —— اس سلسلے میں خود —— "سر جان میلکم" —— کی رپورٹ ملاحظہ فرمایئے —— لکھتے ہیں :-

"ہماری حکومت کی حفاظت اس پر منحصر ہے کہ جو —— بڑی جماعتیں —— ان کو تقسیم کر کے ہر جماعت کو مختلف طبقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تاکہ وہ جدا رہیں اور ہماری حکومت کو متزلزل نہ کر سکیں" (تفصیل کے لئے دیکھئے، ماہنامہ البلاغ کراچی فروری ۱۹۶۹ء - مضمون برصغیر کے اسلامی مدارس - از شمس الحق افغانی)

"سر جان میلکم" نے ہندوستان کی —— "بڑی جماعتوں" —— کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی جو اسکیم پیش کی تھی ظاہر ہے کہ اس کی ساری زد مسلمانوں کی اکثریتی —— "جماعت اہلسنت" —— پر پڑ رہی تھی ! —— کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں میں —— "جماعت اہلسنت" —— سے بڑی اور کوئی جماعت تھی ہی نہیں ؟ —— چنانچہ اسی کو پاش پاش کرنے کی یہ انگریزی سازش تھی —— جس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے

۔۔۔۔۔۔ کرائے کے ٹٹوؤں کو ایڑ لگا کر آگے بڑھایا گیا ۔۔۔۔۔۔ ! اس طرح ایمان کے لیٹروں سے ۔۔۔۔۔۔ "صراط مستقیم" ۔۔۔۔۔۔ "فتاوی نذیریہ" ۔۔۔۔۔۔ "ترک اسلام الشبہات" ۔۔۔۔۔۔ "فتاوی حدیثیہ" ۔۔۔۔۔۔ اور "تقویت الایمان" جیسی دشمن ایمان، دل آزار اور زہرہ گداز کتابیں لکھوائی گئیں ۔۔۔۔۔۔ اور پھر ان کتب کی نشر و اشاعت کا سرکاری طور پر انتظام کر کے ان کی جگر خراش تحریروں کو انگریزی حکومت کے ذرائع وسائل سے ہندوستان میں عام کیا گیا ۔۔۔۔۔۔ جی ہاں ! ؎

تم کو خود حسن کا احساس نہیں ہے ورنہ
آئینہ سامنے رکھ دوں تو پسینہ آجائے

چنانچہ آپ کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ:۔

"انگریزوں نے کتاب ۔۔۔۔۔۔ "تقویت الایمان" ۔۔۔۔۔۔ بغیر قیمت کے تقسیم کی۔"

(العلامہ فضل حق خیر آبادی ص۱۲۵ مقالہ ڈاکٹریٹ از ڈاکٹر قمر النساء عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

آپ کا مطلب ہے کہ انگریزوں نے ایمان کی تقویت کے لئے "تقویت الایمان" کو ہندوستان بھر میں مفت تقسیم کیا۔ !!

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی مفت تقسیم سے کیا انگریزوں کو واقعی خدمت اسلام کرنا منظور تھی ۔۔۔۔۔۔ ؟؟؟

نہیں ! ہرگز نہیں !!! ۔۔۔۔۔۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کتب کی فتنہ گری ہی کے سبب انگریزوں نے ان کی تشہیر و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔۔۔۔۔۔ تاکہ اس شر انگیز

تحریروں کو سب مسلمان پڑھ لیں۔ اور پھر اس کی فتنہ گری سے مستفیض ہو کر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریبان ہو جائیں۔ ——
اور ادھر غاصب انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجاتا رہے!
برٹش راج مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے۔

اپنے اس "زریں مقصد" کو حاصل کرنے کے لئے انگریز نے اپنی خاص پالیسی کے تحت اس زہریلی کتاب کو اپنے خرچے سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کا شیطانی فریضہ ادا کیا تاکہ بھولے سے بھی کوئی بھولا بھالا مسلمان اس زہریلی کتاب کے شر و فساد سے محروم نہ رہ جائے، جی ہاں! ؎

اتنی ارزاں تو نہ تھی درد کی دولت پہلے
جس طرف جائیے زخموں کے لگے ہیں انبار

تقویت الایمان کی ہلاکت خیزی

حضرت مولینا مخصوص اللہ صاحب دلپسر شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہما تقویت الایمان کی فتنہ انگیزی ہی کے سبب اس کو —— "تفویت الایمان" —— کہا کرتے تھے۔ یعنی —— "ایمان کو ھلاک کرنے والی"!!!
(تفصیل کے لئے دیکھئے: مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویت الایمان ص۱۰)

اس کتاب کی ہلاکت خیزی کا اس سے اندازہ لگائیے کہ ——

—— وہابیوں ہی کے مایۂ ناز مؤرخ مولوی محمد جعفر تھانیسری اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

میری موجودگی ہند کے وقت ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء
شاید پنجاب بھر میں —— "دش دہابی" —— عقیدے

کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۶ھ

۱۸۷۸ء میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر

ایسا نہیں ہے جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم

"چہارم حصہ" ـــــــ "وہابی معتقد

محمد اسمٰعیل" ـــــ کے نہ ہوں" (تاریخ عجیبہ)

مولوی محمد اسمٰعیل کتاب تقویت الایمان کے مصنف ہیں۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے معتقد وہابیوں کی تعداد میں جو اس تیزی سے اضافہ ہوا ـــــ یہ سب "تقویت الایمان" ـــــ کے مضر اثرات ہی کا نتیجہ تھا۔ جسے انگریز سرکار نے اپنے صرفہ خرچہ سے سارے ہندوستان میں پھیلایا تھا۔ ؎

"ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو"

خلاصۂ کلام

اک حرف اک طویل حکایت سے کم نہیں
اک بوند اک بحر کی وسعت سے کم نہیں

اب تک جو کچھ لکھا گیا اس کا اختصار یہ ہے کہ :-

★ ـــــ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زرّین دور میں ہندوستان میں مسلمانوں کی مذہبی یک جہتی کا بیان کیا ـــــ !

★ ـــــ اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے اپنے عہد میں ہندوستان میں ـــــ "شیعیت" ـــــ کی آمد کی خبر دی !!

★ ——— امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۸۵۷ء سے پہلے پہلے تک سو فی صد مسلمانوں کے عقائد ——— "بریلی حنفی" ہونے کی تصدیق کی ——— !!!

★ ——— اس کے بعد مولوی محمد جعفر تھانیسری نے وہابیت کے روز افزوں بڑھتے ہوئے سیلاب بلا کی خبر دی ——— !

★ ——— وہابیت کے اس سیلاب بلا کے ساتھ ہی انگریز کی مرضی کے عین مطابق مسلمانوں کی یکجہتی و یک مذہبی کا جنازہ نکل گیا ——— اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں اسلامی مملکت کا نو سو سالہ سنہری دور تمام ہوا ——— !

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہ

ے
اشکوں کی زباں ہو گئی خاموش یہ کہکر
اب کوئی کرے عشق کا اظہار کہاں تک

دین فروش علماءِ سُو کی کج روی

ایک پروانے کو بھی دادِ جنوں دے نہ سکی
شمع سب کچھ تھی مگر صاحب کردار نہ تھی

ہندوستان کے اندر اس پر آشوب دور میں ضرورت اس بات کی تھی کہ انگریز کے روز افزوں بڑھتے ہوئے خطرے کے سدِ باب کے لیے رہنمایانِ قوم متفق و متحد ہو کر کوئی مؤثر تدبیر اختیار کرتے اس طرح ملک و ملت کی صحیح رہنمائی کر کے غاصب انگریز کے قدم جماتے ہوئے اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ——— اسی کے ساتھ مسلمانوں کی متزلزل حکومت کو سہارا دینے کے لئے مجاہدانہ اقدام کرتے جب کہ انگریزوں کی چیرہ دستیوں کو دیکھ دیکھ کر ملک و ملت کا درد رکھنے والے مسلمان اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے کہ ——— اے رب العالمین! کوئی مجاھد آئے جو مسلمانوں کا بیڑا پار کرائے! لیکن ؎

اب کوئی خوشبو نہ مانگے پھول سب مرجھا گئے
راکھ بھر دی ہے کسی نے زیست کے گلدان میں

چنانچہ اس دور کی بدبختی یہ تھی کہ ——— ہندوستان میں ہر جگہ ملت فروش مولوی بر سرِ کار تھے جن کے سرغنہ سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی جیسے غدار تھے! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

جن دوستوں سے ہم کو توقع تھی وفا کی
وہ دوست دل سے نقشِ وفا ہی مٹا گئے

آگے چل کر سکھوں کی آڑ میں ——— "تحریکِ مجاہدین" ——— کے نام سے ہندوستان میں جو کچھ فساد برپا ہُوا اس میں انگریزیہ کے ان دونوں پِٹھوؤں کی حیثیت لازم و ملزوم کی رہی ہے۔ اس فسادی تحریک کے عقلِ کل تو اگرچہ اسمٰعیل دہلوی ہی تھے مگر ظاہری سربراہ سیّد احمد بریلوی بنے رہے! ——— یہ بھی مہامکاری تھی جس کی مستند تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔ ؎

اندر سے اصولوں کی طرح ٹوٹے ہوئے لوگ
بک جائیں تو دیکھو نہ تعجب کی نظر سے

———

وہابیوں کے کمانڈر انچیف

مولوی اسمٰعیل دہلوی

ابھرا نہ ترا حسن خد و خال ابھی تک
تصویر تری قرض ہے تصویر گروں پر

مولوی اسمٰعیل دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بیٹے شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ہندوستان کا سب سے بڑا علمی و مذہبی خاندان تھا۔ ان کے بزرگوں نے ان کو بہت سمجھایا کہ —— تم کافروں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناؤ —— لیکن نذر و نیاز، عرس و اعراس اور فاتحہ درود کو شرک و بدعت کہہ کر، مسلمانوں کو کافر نہ ٹھہراؤ ——! مگر محرومِ ازلی نے اپنے بزرگوں کی ایک نہ مانی —— الٹا گستاخی و دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ اور بزرگانِ دین کی بے ادبی پر اُتر آئے۔ اگر یقین نہ آئے تو خود پڑھ لیجئے:۔

اسمٰعیل پر بزرگوں کی ڈانٹ پھٹکار

"حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ —— میاں تم اسمٰعیل کو سمجھا دو کہ "رفع یدین" نہ کرے۔ خواہ مخواہ فتنہ اٹھے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ —— حضرت میں کہہ تو دوں مگر وہ ماننے گا نہیں۔ اور حدیثیں پیش کرے گا۔ اور پھر شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسمٰعیل کو کہلوایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو —— خواہ مخواہ فتنہ برپا ہوگا۔ اس پر مولوی

اسمٰعیل نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال
کیا جائے تو اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔
من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله
اجر مائة شهيد ٥
جب یہ جواب شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
کو پہنچا تو انہوں نے کہا کہ: ـــــــ بابا ہم تو
سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث
کے معنی بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ
سنت کے مقابلہ میں خلاف سنت ہو"

(تفصیل حوالہ کے لئے دیکھئے:۔ (۱) ارواح ثلاثہ ـــــ حکایت ۵۳
امداد الغربا، سہارنپور ۱۳۳۵ھ (۲) مولانا اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان
از حضرت زید ابوالحسن فاروقی۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا یہ بیان مولوی
اسمٰعیل کی عقل و فہم کا مرثیہ ہے۔ ـــــــ ذرا سوچئے تو سہی کہ شاہ
عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے شفیق چچا تھے ـــــــ استاد تھے
ـــــــ محترم بزرگ تھے، وہ اپنے برادر محترم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ سے اسمٰعیل کی کج فہمی کا دکھڑا روتے ہوئے کہتے ہیں:۔
"وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا"
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسمٰعیل میں شروع ہی سے اپنے بزرگوں کے
مقابلے میں خود سری بھی تھی۔ اور کٹ حجتی بھی! ـــــ

"اُس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت
جو نہ دانا ہو، نہ داناؤں کا مانے کہنا"

سرپھرے مولوی اسمٰعیل کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر رحمہما اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی تھی کہ ـــــ "رفع یدین چھوڑ دو خواہ مخواہ فتنہ برپا ہوگا" ـــــ مولوی اسمٰعیل نے اپنے بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنے کے بجائے ستم بالائے ستم یہ کیا کہ ـــــ "تقویت الایمان" ـــــ جیسی ایمان سوز کتاب لکھ کر مستقل فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دیا ـــــ !!!

تقویت الایمان "تقویت الایمان" ـــــ ابن عبدالوہاب نجدی خارجی کی بدنام زمانہ ـــــ "کتاب التوحید" ـــــ کا چربہ ہے ـــــ ! اسمٰعیل دہلوی نے ـــــ "کتاب التوحید" ـــــ کو سامنے رکھ کر ہی اپنے باغیانہ عقائد و نظریات کو ترتیب دیا ہے ـــــ بالکل ابن عبدالوہاب نجدی کی نہج پر ـــــ ! حتیٰ کہ تقویت الایمان میں زبان و بیان کی یکسانیت سے لے کر عنوانات و مضامین کی ترتیب و تدوین بھی وہی ہے جو کتاب التوحید میں ہے (تفصیلات کے لئے دیکھئے ،، ـــــ "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان" ۔ از حضرت زید ابوالحسن فاروقی)

ـــــ تقویت الایسان ـــــ میں شروع سے آخر تک بس دو ہی مضامین نظر آتے ہیں :

(۱) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل و توہین !

(۲) کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی قرآنی آیات کو مسلمانوں پر

چسپاں کر کے انہیں بے دریغ کافر و مشرک قرار دینا۔ !

اس طرح تقویت الایمان میں تمام صالحین و بزرگان دین سے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کی مقدس ہستیوں اور نورانی شخصیتوں پر کیچڑ اچھالی گئی ہے۔

اس کتاب کی زہر میں بجھی ہوئی زبان و بیان کے نشتر سے اولیاء اللہ کی نورانی شخصیات کو زخمی کیا گیا ہے۔

ترے سلیقۂ ترتیب نو کا کیا کہنا
ہمیں تجھے خرابۂ دل سے نکالنے کے لئے

(تفصیلات کے لئے دیکھئے ـــ (نور و نار ڈاکٹر محمد مسعود احمد پی ایچ ڈی)

اسمٰعیل پر بزرگوں کا عتاب

غرضکہ صاحبزادے کی اس بے راہ روی اور خاندان سے بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں محترم چچا ناراض ہو گئے ـــ بالآخر شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے کی بے باکیوں سے تنگ آکر اس گستاخ کو اپنی مجلس مبارک سے نکال باہر کیا (حوالہ کے لئے دیکھئے : نوادر النوادر ـــ از مولوی اشرف علی تھانوی)

پس ثابت ہوا کہ صاحبزادے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اٹھان اچھا نہ تھا ـــ شروع ہی سے منہ چھٹ ، دریدہ دہن اور گستاخ واقع ہوئے تھے ـــ اسی لئے اپنے بزرگوں سے دھتکارے گئے۔ ؎

اب جدھر جاتے مسافر یہ شعور ان کا ہے
راستے ایک سے ہیں شہرت و رسوائی کے

مولوی اسمٰعیل کے تایا زاد بھائی شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے بیزاری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :-

"بڑے عم بزرگوار (یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے اس کتاب (تقویت الایمان) کو سنا تو یہ فرمایا ــــ اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو "ــــ تحفہ اثنا عشریہ" ــــ کا سا جواب اس رد بھی لکھتا۔"

(تفصیلات کے لئے دیکھئے :- انوار آفتاب صداقت از قاضی فضل احمد لدھیانوی مطبوعہ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۲۰ء کریمی پریس لاہور)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا خاندان ولی اللہی اس کتاب سے بیزار تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا مخصوص اللہ صاحب نے "تقویت الایمان" کے رد میں ــــ "معید الایمان" ــــ لکھی۔ اسی طرح ان کے دوسرے بھائی حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب نے بھی ــــ حجۃ العمل فی اثبات العمل" ــــ کے نام سے تقویت الایمان کا رد لکھا۔

شاہ ولی اللہ کے گھر کے اندر تو اس کتاب کے خلاف یہ معرکہ ہوا ــــ اور گھر سے باہر اس فتنہ کے خلاف علمائے وقت نے متحدہ محاذ بنالیا ــــ ــــ علمائے خیرآباد، علمائے بریلی، علمائے فرنگی محل اور علمائے دہلی نے اس کا بھرپور رد کیا (کہ یہی اس دور میں علم دین کے نورانی مراکز تھے۔ اس وقت تک تو دارالعلوم دیوبند نے جنم بھی نہ لیا تھا)

چنانچہ علامہ فضل حق خیرآبادی نے جب "تقویت الایمان" کے رد میں

اپنی ناقابل تردید شہرہ آفاق کتاب ——— "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" ۱۸۲۵ء لکھی تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ستّرہ نامی گرامی شاگردوں نے اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کی !

تفصیلات کے لئے دیکھئے "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان" از حضرت زید ابوالحسن فاروقی)

اسمٰعیل کیخلاف علمائے ہند کا متحدہ محاذ

"اسمٰعیلی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے ۱۸ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کو اس دور کے جلیل القدر علماء جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے اور بحث ومباحثہ سے مولوی اسمٰعیل اور ان کے ہمنوا مولوی عبدالحئی کا گھیراؤ کیا آخر اپنے علمی شکنجے میں کس کر ان کو عاجز کر دیا اور تمام علماء نے باتفاق تقویت الایمان کو رد کر دیا۔ اس مجلس میں تو ریہ علمائے وقت کے سامنے یہ ہر دو نوجوان مولوی کچھ نہ بول سکے بس ہر سوال کے جواب میں ——— ہاں جی ! ہاں جی ! ——— کہتے رہے

تفصیلات کے لئے دیکھئے : تحقیق الحقیقہ ص۲۲ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۸ھ + انوار آفتاب صداقت)

مگر جامع مسجد سے باہر نکل کر مولوی اسمٰعیل نے پھر وہی بیہودہ وعظ شروع کر دیا ——— چنانچہ عوام اہلسنت کے خلاف شرک وبدعت کے گولے داغنے لگے ——— بزرگان کی عقیدت ومحبت کا مذاق

اڑانے لگے ــــــــ اولیاء و انبیاء کی عظمت کے نورانی مینار گرانے لگے ــــــــ اور اس حد تک اترانے لگے کہ بذاتِ خود "فاسق و بے غیرت" کہلانے پر فخر فرمانے لگے ــــــــ چنانچہ برملا کہتے تھے کہ:۔

"چاہے فاسق و بے غیرت ــــــــ کہیں یا ــــــــ وہابی بے ملت" ــــــــ اپنے حق میں صیقل زنگار ہے"۔

(قول مولوی اسمٰعیل بلفظہٖ از تقویت الایمان)

آج تک کسی بڑے سے بڑے گناہگار نے فاسق و فاجر کہلانے پر فخر نہیں کیا۔ لیکن اس نامراد نے کس ڈھٹائی سے اپنی بے توفیقی اور ازلی محرومی کا ثبوت دیا ــــــــ جبھی تو حضرت شاہ صاحب مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے :۔

"ہمارے خاندان سے دو شخص (مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبدالحئی) ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں کا اور حیثیتوں کا اعتقادوں اور نسبتوں کا نہ رہا ــــــــ اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب کچھ چھن گیا تھا ــــــــ مانند قول مشہور کے ــــــــ "گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی"
چنانچہ ایسے ہی ہو گئے ــــــــ!" (ایضاً)

جی ہاں! واقعی ایسے ہی ہو گئے۔ جبھی تو عظمت اولیاء اور ناموس انبیاء پہ بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے ــــــــ اس سلسلے میں جس قدر انہیں روکا ٹوکا جاتا اسی قدر بگڑتے۔ بپھرتے اور غراتے ــــــــ سچ ہے۔

"بے ادب محروم گشت از فضلِ رب"

ایک سوال کا جواب الجواب آج کی عام روش یہ ہے کہ جب کہیں "تقویت الایمان" پر اعتراض کی بات ہوتی ہے تو جواب میں "وہابی دانشور" کہتے ہیں کہ ـــــ "جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس وقت ہندوستان بالخصوص دہلی میں شرک و بدعت کا بڑا شور تھا لوگ اپنی جہالت سے نبیوں ولیوں کو بڑھا چڑھا کر خدا بنا رہے تھے۔ ان کی اصلاح کے لئے مصنف اس انداز پر کتاب لکھنے کے لئے مجبور تھا ـــ!"

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ـــــ اگر اس وقت کے مسلمان ایسے ہی گمراہ تھے کہ نبیوں ولیوں کو خدا بنا رہے تھے ـــــ تو اس جرم کی سزا کے طور پر ان مجرموں اور گمراہوں کی گردن مارنی چاہیئے تھی نہ کہ الٹا ولیوں اور نبیوں کی گردن پر گستاخی و بیباکی کا چھرا چلا ڈالا ـــــ بھلا یہ کہاں کا انصاف تھا کہ مولوی اسمٰعیل نے گمراہ مسلمانوں کے بجائے اولیاء و انبیاء کی حرمتوں کا قتل عام کیا! ـــ ذرا سوچیئے تو سہی، بھلا یہ بھی کوئی اصلاح کا طریقہ ہے ـــ! اس طرح بے ادبی و گمراہی کا دروازہ تو کھلتا ہے، ـــــ راہِ راست کا پتہ نہیں چلتا ـــــ! ؎

بس اک قدم اٹھا تھا غلط راہِ شوق میں
منزل تمام عمر ہمیں ڈھونڈتی رہی

شکستِ ساز

جہانِ آرزو آوازہی آواز ہوتا ہے
بڑی مشکل سے احساسِ شکستِ ساز ہوتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اسمٰعیل دہلوی نے ______ "تقویت الایمان" ______ میں جو کچھ لکھا وہ سب کچھ جان بوجھ کر لکھا ______ چنانچہ اپنی ______ اس باغیانہ ذہنیت اور گستاخانہ شدت کا مولوی موصوف کو خود بھی احساس تھا ______ مگر توفیق الہٰی سے محروم ہونے کے سبب اپنی اصلاح نہ کر سکا۔ ______ اس لئے تقویت الایمان کی سختی اور کرختگی کے سلسلے میں ______ عذرِ گناہ بدتر از گناہ ______ کے طور پر یہ یہ بات بنائی۔

"اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں
اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے ...... گو اس
سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑبھڑ کر خود ٹھیک
ہو جائے گا ______" !

(ارواحِ ثلاثہ کی حکایت ۵۹)

"اب آپ کس لئے اتنے ملول ہوتے ہیں
دیا تھا رنج تو کچھ سوچ کر دیا ہوتا"

بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ دین کے نام پر شورش برپا کی جائے اور وہ

خود بخود ٹھیک ہو جائے ؟ ــــــــ اسلاف کے نورانی عقائد پر کیچڑ اچھالی جائے اور عقیدت مند چپ سادھ جائیں ؟؟

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ! ــــــــ اور ایسا واقعی نہیں ہوا ــــــــ !!

اس کتاب سے شورش برپا ہوئی اور خوب ہوئی اور یہ سلسلہ ــــــــ تقویت الایمان ــــــــ کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ آج بھی جاری وساری ہے اور یہ فریضۂ مجت نشر و اشاعت کے وہابی دیوبندی اور اشرفی ادارے بخیر و خوبی انجام دے رہے ہیں ۔

ہر چند کہ کتاب کا لکھنے والا نہ رہا ــــــــ کتاب لکھوانے والے بھی جل چکے ــــــــ مگر انگریزی سازش کے تحت ، دین و ایمان سے محروم سرزمین نجد سے لاکر ــــــــ کتاب التوحید ــــــــ کی جو زہریلی قلم ، سرزمین ہند میں " تقویت الایمان " کے نام سے لگائی گئی تھی وہ آج بھی ــــــــ " وہابیت " ــــــــ کے کڑوے کسیلے پھل لا رہی ہے ۔ اور ایمان و آگہی کے شیریں چشمے میں بے ادبی کا زہر ملا رہی ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں گستاخی و بیباکی کی جو رسم بھی چلی اسی کتاب سے چلی ــــــــ اسلام میں باغیانہ ذہنیت کی داغ بیل اسی کتاب سے پڑی ــــــــ مشاہیر اسلام کے خلاف نفرت کی تحریکیں اس کتاب سے اٹھیں ــــــــ اس طرح تاریخ عقائد میں یہ کتاب لبس کی گانٹھ اور فساد کی جڑ ثابت ہوئی ــــــــ !

لندن مشن کی کامیابی

بہ معاونتِ وہابی

انگریز نے "تقویت الایمان" کی بڑھی چڑھی فتنہ گری دیکھ کر ہی اس کی نشر و اشاعت اور تقسیم و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ یہ تاریخی حیثیت ثابت ہو چکی ہے کہ :-

" انگریزوں نے کتاب تقویت الایمان بلغیر قیمت تقسیم کی"۔

(العلامہ فضل حق خیر آبادی از ڈاکٹر قمر النساء عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن)

انگریز اسے بغیر قیمت تقسیم کیوں نہ کرتا کہ ملتِ اسلامیہ میں انتشار و خلفشار پھیلانا ہی انگریزی مشن کا مقصد عین تھا۔ جس کا ثبوت اس رپورٹ سے بھی ملتا ہے جو ۱۸۶۹ء میں وائٹ ہاؤس (لندن) کی منعقدہ کانفرنس میں ہندوستان میں متعین انگریز پادریوں نے پیش کی تھی چنانچہ انہوں نے لکھا تھا :-

" ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں ـــــــ وہ مرحلہ اور تھا ـــــــ اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی ـــــــ لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپے چپے

پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بحال ہو گیا ہے۔ تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار ـــــ کا باعث ہو"

(بیس بڑے مسلمان۔ مقدمہ خالد محمود۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء صفحہ ۲)

افکار سے ہشیار کہ یہ وقت کی سو میں
پیغام بدلتے ہیں خود لہجہ بدل کر

چنانچہ ہندوستانی مسلمانوں کے ـــــ داخلی انتشار ـــــ کے لئے وہ منصوبہ ـــــ تقویت الایمان ـــــ کی صورت میں بنا بنایا موجود تھا۔ جس کا تعارف کراتے ہوئے حضرت شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ (مولوی اسمٰعیل کے حقیقی تایازاد بھائی) نے فرمایا :۔

"جس رسالے سے اور جس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف انبیاء و اولیاء کے ہو، وہ گمراہ کرنے والا ہوگا۔ یا ہدایت کرنے والا ہوگا ـــــ؟ میرے نزدیک اس رسالہ (تقویت الایمان) کا اعمال نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور اس کا بنانے والا ـــــ "فتنہ گر" ـــــ مفسد ـــــ فسادی اور مغوی ہے۔"

(مخصوص اللہ۔ تحقیق الحقیقۃ بحوالہ مذکورہ صفحہ ۱۰۲)

چنانچہ اس "مفسد" اور "فتنہ گر" ـــــ اسمٰعیل دہلوی کو اپنی فسادی

پالیسی کے عین مطابق پاکر انگریز نے اپنا ایجنٹ بنالیا اور پھر اس گستاخ رسول سے خوب کام لیا۔ —— "لڑاؤ اور حکومت کرو" —— کا فارمولا اس سرپھرے پر آزمایا —— اس طرح مسلمانوں میں نہ ختم ہونے والے انتشار وخلفشار کی آگ کو بھڑکایا۔

لندن مشن کا دوسرا مرحلہ

لندن مشن کے دوسرے مرحلے کا "ہیرو" بھی انگریز نے اسی محروم ازلی کو بنایا —— اور وہ اس طرح کہ اس غدار کے ذریعہ ہندوستان بھر کے سارے لڑاکو مسلمانوں کا ایک لشکر جرار تیار کرایا جو پنجاب کی سب سے بڑی طاقت —— "سکھوں" سے بھی لڑے —— اور سرحد کے جنگ جو "پٹھانوں" سے بھی بھڑے اور آخر دونوں سے لڑتے بھڑتے ہوئے خود بھی ختم ہو جائے —— اس طرح ہر لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا آئے —— لندن مشن پورا ہو جائے —— مگر انگریز کا کچھ نہ جائے —— یعنی لوہے سے لوہا کاٹا جائے —— اس طرح ہندوستانی قوتوں کا خاتمہ بالخیر ہو جائے —— اور انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجائے!

شاطر بازی گر نے اپنے مشن کو انتہائی کامیاب بنانے کے لیے تقدس و پارسائی کا لبادہ اوڑھا کر اپنے ایک گرگے کو مشعل کے ساتھ آگے بڑھایا —— انگریز کا وہ "وفادار مہرہ" تھا —— سید احمد رائے بریلوی!

یہ حضرت وہ تھے جو پہلے ہی سے اپنی شاندار غدارانہ خدمات کے سبب ایسٹ انڈیا کمپنی کی ناک کا بال بنے ہوئے تھے —— اب اور زیادہ وسیع پیمانے پر ملک وملت کے مفادات کا سودا کر کے انگریز کے

وفادار ایجنٹ بن گئے۔

"سر جھکائے ہوئے خاموش ہوں یوسف کی طرح
زندگی بیچ رہی ہے سر بازار مجھے"

حضرت جی کی شہرہ آفاق غداری کی داستان ملت فروشی پڑھنے کے لئے آیئے تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں۔

وہابیوں کے پیر و مرشد

سید احمد رائے بریلوی

بڑے نیک طینت، بڑے پاک دامن
ریاضؔ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

سید احمد ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں " مالوہ " کے نواب امیر خاں پنڈاری کی فوج میں سوار کی حیثیت سے ملازم ہوئے۔ بہت جلد اپنی خدمات کے صلہ میں نواب کے باڈی گارڈ کے دستے کے افسر اعلےٰ بنا دیئے گئے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ نواب کا اعتماد اس حد تک حاصل کر لیا کہ نواب کے مشیر خاص مقرر ہوئے۔ انتہا یہ کہ نواب کوئی کام سید احمد کے مشورے کے بغیر نہیں کیا کرتا تھا۔

امیر خاں اس قدر بہادر اور جنگجو تھا کہ اس کے تابڑ توڑ حملوں سے جے پور، جودھپور اور دوسری ہندو ریاستوں پر ہیبت طاری تھی۔ دوسری طرف انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریز نے اپنی روایتی عیاری سے کام لیتے ہوئے سازش کا جال پھیلایا۔ چنانچہ نواب کے معتمد خاص سید احمد سے ساز باز کر کے امیر خاں کو پھانسنے کی ترکیب نکالی۔ اس میں انگریز کو زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ سید احمد تو بنے ہی غداری کے لئے تھے۔ چنانچہ انگریز کا آلہ کار بنکر اپنے آقا کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی خوش اسلوبی سے اس ببر شیر کو برطانوی جال میں پھنسوا دیا۔ (تفصیلی حوالے کے لئے دیکھئے: حیات طیبہ صفحہ ۱۳۰)

سید احمد کی داستان غداری انکے مداح مرزا حیرت کی زبانی

۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے مگر ایک کام نام آوری کا یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرا دی۔ سید احمد صاحب

سنے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشے میں اتارا۔ لارڈ
ہیسٹنگز، سید احمد کی بے نظیر کارگذاری سے بہت
خوش تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں کہ امیر خاں نے ریاستوں
اور ان کے ساتھ انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر
دیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سید صاحب نے اس حکمت سے
بپھرے ہوئے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا۔"

(حیات طیبہ ص۴۲۱)

سنا آپ نے ؟ ــــــ سید احمد صاحب امیر خاں ایسے انگریز کے دشمن کو اپنی حکمت عملی سے انگریزی شکنجہ میں جکڑ دیا ــــــ ملت فروشی کا کیسا شاندار کارنامہ انجام دیا! ــــــ اسی لئے تو انگریز سرکار ان کی اس کارگذاری سے بہت خوش تھی اور کیوں نہ خوش ہوتی کہ ایسے ہی پٹھوؤں کی بدولت انگریزی عفریت، ہندوستان کے جسم لاغر میں اپنے زہریلے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔ ؎

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

غور کا مقام ہے کہ سید احمد کے دل میں آزادیٔ وطن کی اگر ذرا سی بھی تڑپ ہوتی اور دین اسلام سے ذرا سی بھی محبت ہوتی تو وہ امیر خاں کو انگریز کی غلامی پر رضامند کرنے کے بجائے اسے انگریز کے خلاف جہاد میں اور زیادہ تیزی اختیار کرنے کا مشورہ دیتا ــــــ امیر خاں کے پاس پچیس تیس ہزار لڑاکو مسلمانوں کا لشکر جرار موجود تھا، سید احمد اس میں مزید اضافے کی کوشش کرتا اور وطن عزیز سے انگریز کو نکلوا کر دم لیتا ــــــ لیکن

اس نے اپنی عاقبت تباہ کرنے کے لئے غاصب ——— انگریز کا آلۂ کار بننا پسند کیا اور ناموس اسلام کا کچھ پاس نہ کیا بلکہ ناموس اسلام کو ملیامیٹ کرنے ہی کے لئے انگریز کا آلۂ کار بننا پسند کیا کیوں کہ وہابیت کا تار و پُو انگریزیت سے ملتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز کی حمایت کے ساتھ ساتھ سید احمد غدار نے وہابیت کا پرچار بھی شروع کر دیا چنانچہ

"اس متعدی اور زبانی پند و نصائح کا عمل
خسروی معاشرت کے ساتھ یہ اثر ہوا کہ امیر خان
معہ اپنے کل بھائی بندوں اور اولاد کے سچا محمدی
(یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی کا پیروکار) بن گیا۔"

(حیات طیبہ ص۴۱۵)

اس طرح "ملک و ملت" کا "قرض" ——— اور "دین و مذہب" کا "سودا" ساتھ ساتھ چکا دیا ——— اور زبان حال سے نعرہ لگایا انگریز بہادر زندہ باد، وہابی مذہب پائندہ آباد ———!!

چنانچہ سید سے سیدھے سنی مجاہدین کا ایمان بگاڑ نے کے بعد سید احمد نے بکمال چالاکی ان کے "جذبۂ جہاد" کو بھی کچل کر رکھدیا اور اس طرح انہیں ہمیشہ کے لئے انگریز کی غلامی کے شکنجے میں کس دیا۔ ——— ملک و ملت کے بہی خواہ بتائیں، کیا آزادی کے علمبردار مجاہدوں کا یہی کردار ہوتا ہے ؟ ——— ؟ ——— ؟

کیا ملک و ملت کی عظمت کا اسی طرح دفاع کیا جاتا ہے ——— ؟

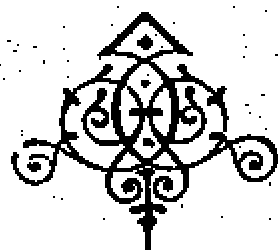
کیا دینی غیرت و حمیت کا اسی طرح جنازہ نکالا جاتا ہے ؟ ؟ ؟

اے روح غلام رسول مہر جواب دے ———!

وہابی بے ایمان

اور

برٹش پلان



لوگ جو خاکِ وطن بیچ کے کھا جاتے ہیں

اپنے ہی قتل کا کرتے ہیں تماشا کیسے

برٹش پلان کے عین مطابق انگریز اور غداران ملک وملت کے باہمی مشورے سے اب یہ طے پایا کہ (۱) ——— فی الفور سکھوں کے خلاف جہاد کا ڈھونگ رچایا جائے۔ (۲) ——— پنجابی مسلمانوں پر سکھا شاہی کے مظالم کا ڈھنڈورا پیٹ کر ہندوستان بھر سے مسلم رضاکار بھرتی کرنے کا چکر چلایا جائے۔ (۳) ——— جہاد کے اخراجات کا جھانسہ دے کر مسلمانوں سے چندہ بٹورا جائے (۴) اور جب یہ سب کچھ ہو جائے تو صوبہ سرحد پہنچ کر پہلے تو پٹھانوں کو سکھوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دے کر ان کی مدد حاصل کی جائے (۵) ——— اس کے بعد پٹھانوں سے سید احمد کی امارت وامامت تسلیم کرائی جائے۔ اگر وہ سید احمد کو "امیر مطلق" اور "امام برحق" مان لیں تو ٹھیک ہے ——— ورنہ بصورت دیگر بزور شمشیر انہیں زیر کیا جائے۔ (۶) ——— اس طرح سکھوں اور پٹھانوں سے لڑ بھڑ کر ان کے کچھ علاقے چھین لئے جائیں اور ان میں اپنی ایک ——— "ریاست وہابیہ" ——— قائم کی جائے جو عرب کی سعودی سلطنت کی طرح انگریز کے زیر سایہ دائم قائم رہے ——— !!!

صاف ظاہر ہے کہ اس منصوبے میں انگریز کی چاندی ہی چاندی تھی! ——— اور وہ اس طرح کہ:-

(۱) اگر ہندوستان میں ——— "وہابی سٹیٹ" ——— قائم ہو جاتی ہے تو عرب کی ——— "وہابی سلطنت" ——— کی طرح انگریز سرکار کی معاون ہو کر برٹش اقتدار کو مضبوط مستحکم اور وسیع کر سکے گی۔

(۲) اسمٰعیل لشکر کی یورش سے ہندوستان کی مارشل نیشن (جنگجو سکھ قوم) ختم یا کمزور ہو کر بآسانی انگریز کے زیر نگیں آ سکے گی۔

(۳) سرحدی پٹھانوں کے خود سر آزاد قبائل جو کبھی کسی کے زیر نگیں نہ رہے وہ اس قدر کمزور ہو جائیں گے کہ انہیں کبھی انگریزی اقتدار کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی

(۴) بفرض محال اگر یہ سب کچھ نہ ہو سکے تو از کم ہندوستان بھر کے سارے مسلمانوں کی فوجی طاقت کو سرحد میں جمع ہو کر کٹ مرنے کا سنہرہ موقع تو مل ہی جائے گا ——— خس کم جہاں پاک ——— ! غرضکہ اس منصوبے کی کامیابی کے بعد ہندوستان میں انگریز کا کوئی حریف زندہ باقی نہ رہ سکے گا۔ پھر کوئی آزادی کا راگ نہ الاپ سکے گا۔

انگریز کے لئے اس سے بڑھکر بھلا خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی تھی کہ ——— سارے ہندوستان کی عسکری روح نکل جائے اس طرح اس کا کہیں کوئی مدمقابل ہی نہ رہے۔ پھر تو بڑی آسانی سے انگریزی عفریت ہندوستان کو سالم نگل جانے میں کامیاب ہو سکتی تھی۔

آغازِ سفر ــــ برائے ــــ سقر

انگریز نے اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے اپنے ان دونوں ایجنٹوں کو ــــ سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی کو خاص انگریزی پالیسی کے تحت عرب کا چکر لگوایا۔ ــــ

اس زمانے میں سفرِ حج کے لئے ــــ سورت اور بمبئی ــــ مروجہ ساحل تھے۔ مگر "انگریزی گرگوں" کا آغازِ سفر سورت یا بمبئی سے نہیں ہوا بلکہ یہ دونوں "بن مانس" ــــ الٹے "بانس بریلی" گئے۔ یعنی پیچھا چھپتے کودتے "کلکتہ" ــــ پہنچے۔ کیوں کہ کلکتہ اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہاں کمپنی کے افسروں سے رازدارانہ ملاقاتیں ہوئیں، دعوتیں ہوئیں، ضروری ہدایتیں دی گئیں ــــ یہ تمام امور طے پانے کے بعد ــــ ــــ جہاز پر لدوائے گئے ــــ اس طرح ان کا یہ سفر طویل ہو گیا مگر دیگر حجاج کے برخلاف کلکتہ ہی سے شروع ہوا۔

ہندی خباثت اور نجدی نجاست

سوچنے والوں کے لئے مقامِ غور و فکر ہے کہ وہ کیا مقاصد تھے جن کی بجا آوری کے لئے یہ پاپڑ بیلے گئے! ــــ تو سنئے! ــــ اس سفر سے انگریز کا مقصد ان دونوں ــــ ہندی گوریلوں ــــ کو ــــ شریر نجدیوں ــــ سے ملتِ اسلامیہ کے خلاف لشکر کشی کی ــــ "ٹریننگ" ــــ

دلاناتھا۔ چنانچہ انگریز کے پٹھو نجدیوں نے ان " ناریوں " کو اپنے آزمائے ہوئے حربے سکھائے اور مذہب کی آڑ لے کر حکومت حاصل کرنے کے گُر ان گرگوں کو سکھائے ——— "نجدی درندے" انگریز کی معاونت سے " عثمانی خلافت " کے خلاف بغاوت میں کامیاب ہو چکے تھے ———
غداری اور بغاوت کا " ریفریشر کورس " کرانے کے لئے ان نجدیوں سے بہتر استاد بھلا اور کہاں مل سکتے تھے۔ چنانچہ انگریزی منصوبے کے مطابق جب یہ سازشی ٹولہ مکہ معظمہ پہنچے تو انگریز کے سازباز نجدی سازندے پہلے ہی انگریزی بینڈ باجا لئے ان درباری میراثیوں کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔ چنانچہ آگے کی رپورٹ خود ان کے اپنے مداح مرزا حیرت سے سُنیئے :۔

" نجدی لوگ آ آ کر ملتے تھے اور اپنی لڑائیوں کا ترکوں کے ساتھ تذکرہ کرتے تھے "

(حیات طیبہ مطبع فاروقی دھلی)

ان ملاقاتوں کی تفصیل بتاتے ہوئے ان غداروں کے ولی نعمت ——— ——— پادری ہوجیز لکھتا ہے :۔

" ابن عبد الوہاب کے جانشینوں نے وہابیت کے اصول سید احمد صاحب کو تعلیم کئے اور انہیں خوب سمجھا دیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے کے بعد ہی کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک کے ملک ہاتھ لگتے ہیں "

(ڈکشنری آف اسلام)

گویا مذہبی جوش و خروش کا استعمال کر کے ملکوں پر غاصبانہ قبضہ جمانے کے گر نجدی گرو نے ان گرگوں کو یہاں سکھائے۔ ان گوریلوں کے

دین و ایمان کا دیوالیہ پن دیکھیں کہ اس خباثت کے لئے حج جیسی پاکیزہ عبادت کو آلۂ بنایا ۔۔۔۔۔۔۔ سید احمد اور اسمٰعیل جیسے ذلیل ایجنٹوں سے ایسی ہی امید ہو سکتی تھی۔ ورنہ سوچنے کی بات ہے کہ حج کو تو سبھی جاتے ہیں مگر کسی حاجی کو نجدیوں نے ملک گیر اصول نہیں سکھائے ۔۔۔۔۔۔۔ اور ملک کے ملک ہاتھ لگنے کے گُر نہ بتائے! تمام حاجیوں سے قطع نظر آخر یہ اہتمام خاص ان "پاجیوں" ہی کے لئے کیوں کیا گیا ۔۔۔۔۔۔۔ ؟ انگریزوں کے آلۂ کار ۔۔۔۔ نجدیوں کی نظر انتخاب آخر ان خانہ خراب ہندیوں ہی پر کیوں پڑی ۔۔۔۔۔ ماننا پڑے گا یہ انگریزی سازش کا ثمرہ، اور نجدیوں سے ملی بھگت کا نتیجہ تھا ۔۔۔ ۔۔۔۔ عرب سے ترکی خلافت کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے مغل اقتدار کو نیست و نابود کرنے کے لئے انگریز کا یہ عظیم شازسی منصوبہ تھا جس کو بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہنایا جا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔ دراصل یہ برٹش حکومت کا ماسٹر پلان تھا ۔۔۔۔۔۔

عامۃ المسلمین سے بغاوت

یعنی

حرم کعبہ میں الگ جماعت

ان ہندی گرگوں نے نجدی تعلیمات پر فوری عمل تو یہ کیا کہ حرم کعبہ میں اپنی جماعت الگ کرنے لگے اس طرح ان باغیوں نے حرم پاک میں جماعت مسلمین سے رشتہ توڑا اور وہابیت وخارجیت سے رشتہ جوڑا۔ اس وقت تک حرم پاک میں اہلسنت کے چاروں مصلےٰ بحال تھے۔ مگر ان غداروں نے مسلمانوں کے چاروں مسلکوں میں سے کسی ایک کی تقلید گوارہ نہ کی بلکہ حرم پاک میں انتشار وخلفشار پھیلانے کے لئے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی چنانچہ :-

> "مشورے سے طے پایا کہ جب تک لوگ حرم میں تراویح پڑھیں گے آپ یہاں لوگوں کا قرآن سنیں خود بند ہونے کے بعد مطاف میں اپنی جماعت علیحدہ کی جائے"

(سیرت سید احمد ص ۲۶۶ ، سید احمد شہید ص ۱۴۴)

بھلا یہ کس نے مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنی جماعت علیحدہ کر کے حرم پاک میں ایک نیا فتنہ کھڑا کریں؟ ——— سینکڑوں سال سے

مقررہ مصلوں میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کریں ——— بلکہ علیحدہ جماعت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں انتشار و خلفشار کا دروازہ کھولیں اور اسلام امت مسلمہ کا شیرازہ بکھیریں ——— ! ——— مگر کیا کرتے یہاں بھی یہ بچارے نفس کے مارے انگریزی سیاست کی نجاست سے مجبور تھے چنانچہ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے منصوبے پر یہ ٹکڑ گدھے عمل کر رہے تھے رہ جہاں تک نماز باجماعت کا تعلق ہے تو یہ سب کو معلوم ہے کہ جماعت اولیٰ کو ترک کرنا بڑے ثواب سے محروم ہوتا ہے اور پھر جان بوجھ کر ترک کرنا تو بدرجہ اولیٰ گناہ ہے مگر گناہ کی کسے پرواہ ——— !

ان "گمراہ گستاخوں" نے تو اپنے وہابیانہ عقائد کے تحت انگریزی پالسی کی بجا آوری کے لیے بھی شیطانی راستہ اختیار کیا کیونکہ اس وقت تک حجاز مقدس پر ترکی خلفاء کی حکومت قائم تھی جو عقیدۃً ——— "سنی حنفی" تھے مگر یہ باغی ٹھہرے کٹر وہابی ——— ! اور اس پر طرہ یہ کہ انگریز کے پالتو ——— کریلا اور نیم چڑھا ——— جیسا کہ اور بھی کڑوے کسیلے ہو گئے ——— پھر بھلا حرم پاک میں خوش عقیدہ امام اہلسنت کی اقتدا کیسے قبول کر لیتے اور وہ امام حرم تھا بھی ترکی خلافت کا نمائندہ ——— اور ترکی خلافت انگریزوں کی آنکھ میں کانٹا بنکر کھٹک رہی تھی ——— مگر اس وقت تک تو سارے عالمِ اسلام پر ——— سنی العقیدہ ترکوں ہی کا کنٹرول تھا ——— پھر بھلا یہ انگریزی ٹٹو ——— امام حرم کی پیروی کیسے کرتے بھلا ——— اسی طرح انگریز خداوند کی نمک حلالی میں فرق نہ آجاتا ——— کیونکہ یہ تو تھے ہی سرے سے اسلامی حکومت کے باغی ! ——— نجدی تحریک کے غیر مقلد وہابی ——— اسی لئے انہیں بڑی ڈھٹائی سے کہا کرتے تھے : ـ

چاروں فقہا کے مذہب میں سے کوئی مذہب
مجھے پسند نہیں ـــــــ مشہور طریق اولیاء اللہ
میں کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں، ملے ـــــــ

(حیات سید احمد شہید ص ۱۵۳ ، ۵۴۰)

میرا مسلک بھی نیا راہ طریقت بھی نئی
میرے قانون نئے میری شریعت بھی نئی"

چونکہ "مشہور طریق اولیاء اللہ" ـــ میں سے ـــ "کوئی طریقہ ـــ" انگریز سرکار کی خوشامد وغلامی کا درس نہیں دیتا تھا لہٰذا! اولیاء اللہ کا کوئی طریقہ سید صاحب کے موافق کیسے ہو سکتا تھا ـــــ یہاں تو خمیر میں بڑی غداری اور بغاوت کی کیچڑ بھری ہوئی تھی جس کی کوئی گنجائش چاروں فقہا میں سے کسی کے مسلک میں نہیں تھی تو پھر بھلا سید صاحب ان میں سے کسی کی تقلید کیسے کرتے ـــــــ ؟

خلاصۂ کلام یہ کہ مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے عرب میں جہاں ـــ "وحشی نجدیوں" ـــ کو اپنا آلۂ کار بنایا، وہاں ہندوستان میں ان کے ہم مسلک ـــ "وہابی گماشتوں" ـــ کے ذریعہ تخریب کاری کا چکر چلایا تاکہ ایمان و آگہی کے ساتھ ساتھ قومی غیرت و حمیت کا بھی جنازہ نکل جائے ـــــ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے ؎

" یارب متاعِ دیں کو کہاں تک کوئی بچائے
ملتے ہیں روز دشمن ایمان نئے نئے "

ملے: آج اگر ـــ "عوام اہلسنت" ـــ ان سعودی عرب سے آئے ہوئے ـــ

سکھوں کے خلاف جہاد کا جھانسہ

سرحدی مسلمانوں کو جال میں پھانسا

بعض بغدادیوں سے وہابیت کی ٹیڑھی ٹریننگ حاصل کر کے جب یہ شہید ہندوستان واپس آئے تو انگریز کے مجوزہ منصوبے کے مطابق ان غداروں نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ بڑی مکاری سے گلی گلی کوچے کوچے پھر کر سکھوں کے ظلم و ستم کا رونا رو دیا۔ ؎

"فریب پہلے بھی کھا چکا ہوں مگر یہ آنکھیں بہا رہی ہیں آنسو
نہ جانے کیوں دل یہ چاہتا ہے کہ آج پھر اعتبار کر لوں۔"

"غیر مقلد خارجی وہابی اماموں" ۔۔۔ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتے تو یہاں سارے کے سارے "غیر مقلد وہابی" اہلسنت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں ۔۔۔ حکومت سے فریاد کرتے ہیں! ۔۔۔ اتحاد بین المسلمین کی دہائی دیتے ہیں غرضکہ ہر طرح کے الٹے سیدھے الزامات لگاتے ہیں اور اہلسنت ہی کو مجرم گردانتے ہیں! ۔۔۔ ہاں واقعی مجرم ہیں بڑا جرم یہ ہے کہ ۔۔۔ اہلسنت • وہابیت کے ڈھول کے پول سے واقف ہیں! ۔۔۔ انگریز خرکاروں کے ٹکڑ گدھوں کو پہچانتے ہیں! ۔۔۔ اہلسنت کے قاتلوں کے سامنے اپنی گردن نہیں جھکاتے • ۔۔۔ خون مسلم سے ہولی کھیلنے والوں کے رنگ میں نہیں رنگ پاتے ؎

• اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی"

غرضیکہ :۔ " حج کے بعد پھر وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر
اب کے اصل زور ــــــ جہاد و ہجرت ــــــ
پر تھا ــــــ !"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۔۔)

مزید یہ کہ :۔ " سید احمد صاحب نے عام طور پر اپنے مریدوں کو
ہر شہر میں یہ اجازت دے دی کہ سکھوں پر جہاد کرنے
کے وعظ ہوں ــــــ اکثر شہروں میں وعظ شروع
ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں کے دلوں میں تحریک پھیل
رہی تھی ــــــ اب عام طور پر ظاہر ہونے لگی
اور سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے "

(مرزا حیرت دہلوی ــــــ حیات طیبہ ص۔۔)

چنانچہ سکھا شاہی کے خلاف سارے مسلمانوں کے دلوں میں ہیجان
بپا ہو گیا ــــــ اس طرح مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی اور منچلا نوجوان
بھی انگریزی پالیسی کے تراشے ہوئے "تخیلی جہاد" پر قربان ہونے کے
لئے تیار ہو گیا۔ افسوس کوئی سمجھانے والا نہ تھا کہ ؎

اٹھ تے بادل کے تعاقب میں پھرو گے کب تک
درد کی دھوپ میں نکلا نہیں کرتے گھر سے

بہرحال ۔ " وہ دہلی سے آہستہ آہستہ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے
ــــــ پٹنہ میں کافی عرصہ قیام رہا ــــــ اور
اس دوران تحریک کو ــــــ ایک باقاعدہ حکومت
ــــــ کے نمونے پر منظم کیا گیا ۔ ہر ضلع میں ایک ایک

"کماشتہ" مقرر کیا تاکہ وہ مستقل افسروں کے ساتھ
لوگوں سے "ٹیکس" وصول کرنے کا بندوبست کرے
(اسمٰعیل شہید صفحہ)

پھر بتا آپ نے ــــ مولوی اسمٰعیل کی ایک ــــ باقاعدہ
حکومت" ــــ اور وہ بھی ــــ "برٹش راج" ــــ کے اندر
ــــ کیسی عجیب بات ہے!!

انگریزی حکومت تو دجل وفریب سے عالم وجود میں آئی تھی اور عیاری و
مکاری اور دغا بازی کی بنیادوں پر ہی قائم تھی پھر بھلا اس حکومت در حکومت
کے کیا معنی؟

"انگریزی راج" میں تحریک جہاد کو ــــ "باقاعدہ حکومت" ــــ
کے نمونے پر "منظم" کرنے کا کیا مطلب ہے ــــ بھلا کسی کمزور سے کمزور
مملکت کے اندر بھی ایسی حکومت در حکومت ہوتی ہے اگر نہیں ــــ تو
پھر بھلا ــــ ہر ضلع میں اسمٰعیل کے اپنے "گماشتوں" کو مقرر کر دیا گیا تھا؟

انگریزی عملداری میں اسمٰعیل کے اپنے ــــ "مستقل افسروں" ــــ
کے ذریعہ ٹیکس وصول کرنے کے کیا معنی؟؟ کوئی نکمی سے نکمی حکومت اس کو
برداشت نہیں کر سکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی جابر گورنمنٹ اسے برداشت کرے
ــــ! اس کے جواب میں اگر یہ کہا جائے کہ ــــ عیار انگریز یہ سب کچھ
ــــ اسلام دوستی ــــ کی خاطر برداشت کر رہا تھا ــــ
تو کوئی بڑا احمق بھی اس پر یقین کر سکتا ہے! اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سے
انگریز کو "اسلام کی بقا اور مسلمانوں کی فلاح" منظور تھی تب بھی تو انگریز بہادر اسمٰعیلی جہاد
کے لئے اپنی عملداری سے باقاعدہ روپیہ پیسہ اور آزادی سرحد کو پارسل کر رہا تھا ــــ

تو یہ بات صرف اور صرف غلام رسول مہر اور اس کے چیلے چانٹوں کے بس بھرے بھیجوں میں سما سکتی ہے ـــــ ورنہ جس کی عقل فطور سے خالی ہے وہ بڑی آسانی سے اتنی سی بات سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح شاطر انگریز بڑی خوبصورتی سے "اسمٰعیلی ٹیکس" اور جہادی چندوں کے ذریعہ مسلمانوں کے خزانے خالی کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بڑی خوش اسلوبی سے لڑا کر مسلمانوں کو سرحد کے مذبح خانے کی طرف ہانک رہا تھا تاکہ ہندوستان کا میدان صاف ہو جائے جس میں انگریز بہادر آسانی سے گھڑ دوڑ کرے اور پولو کھیل سکے۔

اپنے اس منصوبے کو انگریز بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہناتا رہا ـــــ ہندوستان لڑا کر مسلمانوں سے خالی ہوتا رہا ـــــ مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی سرحد کو سرکتا رہا ـــــ !!

شاطر انگریز نے بڑی ہوشیاری سے اپنے ـــــ "اسمٰعیلی جہاد" ـــــ کو کنڑول کرنے کے لئے مراکز ـــــ "کلکتہ" صوبہ بنگال ـــــ اور "پٹنہ" صوبہ بہار ـــــ میں قائم کرائے ورنہ صوبہ یو۔پی وغیرہ میں اسمٰعیل کی مزاحمت ہو جاتی کیونکہ مغلیہ سلطنت کے رہے سہے حکام و جاگیردار اور عام مسلمان اس تحریک کے آڑے آتے۔ اس خدشے کے پیش نظر ـــــ "تحریک جہاد" ـــــ کے مراکز انگریز نے اپنی قلمرو میں قائم کرائے تاکہ کام کی پوری پوری نگرانی بھی ہوتی رہے اور کسی قسم کے خطرے کا امکان بھی باقی نہ رہے۔ بقول سید عالم ندوی :-

"اس پوری مدت پٹنہ سازش کا مرکز تھا وہابی مبلغ ہندوستان اور قریب کے ملکوں میں اپنے مشن کی تبلیغ کر رہے تھے"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۱۳۳)

بہرحال اس طرح انگریزی پالیسی کامیابی سے ہمکنار ہوتی رہی!ـــــــ
اور مسلمانوں کی طاقت وقوت اتحاد اور یکجہتی خلفشار کا شکار ہوتی رہی ـــ!
انگریز نے اپنی پالیسی کے مطابق بڑی رازداری سے کام لیا کہ آخر تک اپنے
منصوبے کے راز کو فاش نہ ہونے دیا اس طرح مغلیہ سلطنت کا اختتام بڑی
خاموشی سے کرتا رہا۔ ؎

ثبوت برق کی غارت گری کا کس سے ملے
کہ آشیاں تھا جہاں اب وہاں دھواں بھی نہیں

لیکن حقائق تو از خود بولتے ہیں اور وہ بھی مخالف کے قلم سے ـــ چنانچہ:۔

"مشہور ہے کہ آپ نے انگریزوں سے مخالفت کا
کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ ـــــ کلکتہ ـــــ یا ـــــ
پٹنہ ـــــ میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور
یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر
آپ کی امداد بھی کی" ـــــ!

(مولینا منظور احمد نعمانی ـــ الفرقان لکھنؤ ـــ شہید نمبر ۱۳۵۵ھ)

بھلا! انگریز کیوں نہ امداد کرتے؟ ـــــ اسمٰعیلی جہاد ـــــ تھا
ہی انگریزی پالیسی کا تراشیدہ!۔ ـــــ اور اسمٰعیل و سید احمد تھے ہی
انگریزوں کے پروردہ!! ـــــ پھر بھلا وہ کیوں نہ انگریز سے تعاون
کا اظہار کرتے!! ـــــ اور انگریز کیوں نہ ان کی مدد کرتا ـــــ!!
اس ـــ تعاون و مدد ـــــ کا خاطر خواہ نتیجہ انگریز کی عین مرضی کے مطابق
نکلا چنانچہ:۔

"انہوں نے صرف وعظ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے

مریدوں کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر ــــ سرحد ــــ تشریف لے گئے ــــــ !"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۳۲)

غیرت اہل چمن کو کیا ہوا
چھوڑ آئے آشیاں جلتا ہوا

خلاصۂ کلام یہ کہ:۔

پہلے تو سید احمد و اسمٰعیل نے سکھوں کے ظلم و ستم کی دہائی دے کر مسلمانوں کو جہاد کے لئے اکسایا ــــ !

اس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کی ساری فوجی طاقت کو اپنے ساتھ لے کر سرحد کا رخ کیا ــــ !

اس طرح انگریز کو اپنی من مانی کرنے کے لیے ہندوستان کا میدان خالی چھوڑ دیا! ــــ بھلا یہ کہاں کی دانائی تھی یہ کہاں کی اسلام دوستی اور حب الوطنی تھی ؛

"اتنا خرام تیز نہ کر اے نسیم صبح
مجھ کو ہوں چراغ سحر میں ذرا ٹھہر"

"شیخ نجدی" کا تازہ ایڈیشن "شیخ ہندی"

آیا مری زباں پہ یکایک جوان کا نام
کس کس کے ہاتھ مرے گریباں تک آ گئے

ابن عبد الوہاب نجدی کی ــ "تحریک وہابیت" ــــ اور ان دونوں

ہندی مولویوں کی سیاسی اور مذہبی "تحریک آزادی" میں یکساں مناسبتیں نظر آتی ہیں۔

"شیخ نجدی" نے عرب میں "امیر سعود" سے ملکر مسلمانوں کا قتل عام کیا ان کے مال و متاع کو مباح کہہ کر لوٹ لیا!!

یہاں سید احمد بریلوی نے مولوی اسمٰعیل دہلوی (وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف) سے ملکر ہندوستان میں وہی خونی ڈرامہ کھیلا جسے نجدیوں نے ڈائریکٹ کیا تھا۔

ہر عقلمند یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہ سازش انگریز اور صرف انگریز کی تیار کردہ تھی جس پر عمل کرانے کے لئے فرنگیوں کو دو کارندے "نجد" میں بھی مل گئے تھے۔

ایک "محمد بن عبدالوہاب نجدی"!

دوسرا "امیر سعود"!!

گویا ایک "امیر" دوسرا "مشیر"!!!

اسی طرح انگریزوں کو دو ایجنٹ ہند میں بھی میسر آگئے۔

ایک "سید احمد رائے بریلوی"!

اور دوسرا "مولوی اسمٰعیل دہلوی"!!

ایک "پیر" دوسرا "مرید"!!!

یہاں بھی دو وہاں بھی دو!!!

یہ مماثلت بھی دیدنی ہے!!!

"یہ سارے ہی حسین چہرے میری تسبیح کے دانے ہیں

نظر سے گرتے رہتے ہیں عبادت ہوتی رہتی ہے"

ڈو کا ٹولہ عرب میں ــــ "شیخ نجدی" ــــ نے بے ادبیٔ رسول کا جو ہنگامہ برپا کیا تھا ــــ وہی کارنامہ ــــ "شیخ ہندی" ــــ نے یہاں انجام دیا! ــــ

شیخ نجدی نے ــــ "کتاب التوحید" ــــ لکھکر عظمتِ مصطفےٰ کے نورانی مینار گرائے ــــ تو "شیخ ہندی" نے ــــ "تقویت الایمان" ــــ لکھکر توہینِ مصطفےٰ کے شیطانی ہتھیار سجائے!!!

وہاں عرب میں بھی ــــ "نجدی شمشیر" ــــ سے خونِ مسلم بے دریغ بہایا گیا ــــ یہاں ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی گردن پر ــــ "اسمٰعیلی خنجر" ــــ آزمایا گیا ــــ !!

جس طرح ــــ ابن عبدالوہاب نجدی ــــ نے اقتدار و حکومت کے بل بوتے پر ــــ "کتاب التوحید" ــــ کا عملی نفاذ کیا۔ بالکل اسی طرح ــــ مولوی اسمٰعیل ــــ نے ــــ "تقویت الایمان" ــــ کے عملی اور حتمی نفاذ کے لئے اقتدار و حکومت کا سہارا لیا!

جس طرح ــــ "ابن عبدالوہاب نجدی" ــــ نے ان مسلمانوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کی بدعقیدگی کو تسلیم نہیں کیا تھا! ــــ بالکل اسی طرح مولوی اسمٰعیل نے بھی اپنے وہابیانہ عقائد کے نفاذ کے مخالف مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کیا۔

جس طرح عرب میں برطانیہ کی سازش سے "ترکی خلافت کا زوال ہوا اور ــــ "وہابی سعودی سلطنت" ــــ مستحکم ہوئی۔ ــــ

بالکل اسی طرح ہندوستان میں برٹش پلان کے تحت "مغلیہ سلطنت" کا خاتمہ ہوا اور سرحد میں انگریز کے زیرِ سایہ ــــ "وہابی سٹیٹ" ــــ

قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

وہابی سٹیٹ کے قیام کی ضرورت

انگریزوں کو سرحد میں ـــــ "وہابی سٹیٹ" ـــــ قائم کرنا ضروری ہو گئی تھی کیونکہ ہندوستان میں مار دھاڑ کرنے والے مرہٹوں کو مارنے اور شیرِ میسور ٹیپو سلطان کی شوکت و قوت کو توڑنے کے بعد پنجاب کے "جنگجو سکھوں" ـــــ کے علاوہ صوبہ سرحد کے ـــــ "غیور پٹھان" ـــــ ہی پورے ہندوستان پر انگریزوں کے مکمل قبضے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ان کو زیرِ دام لانے کے لئے "دانائے فرنگ" نے یہ "دانا" ڈالا یعنی سرحد میں "وہابی اسٹیٹ" قائم کرنے کا منصوبہ بنایا کیونکہ:۔

"انگریزی حکومت نے ہندوستان کے تمام صوبوں
پر مضبوطی سے قبضہ کر رکھا تھا صرف پنجاب کشمیر اور
صوبہ سرحد ان کے اقتدار سے خالی تھا"

(شاہ اسمٰعیل شہید صـ۱۱۵)

چنانچہ تحریک مجاہدین کا میدان کارزار صوبہ سرحد کے علاقے بنے جو ہندوستان میں انگریزوں کے مکمل کنٹرول کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ـــــ مگر مشکل یہ تھی کہ سرحد میں ـــــ "سنی العقیدہ کٹر حنفی مسلمان" ـــــ رہتے تھے جو بڑے خوددار، حریت پسند اور سخت جان ہوتے ہیں۔

ے ۔ بری طرح کیا چھتراؤ ہم پہ لوگوں نے
ہوا بھی کہتی ہے یہ لوگ مرنے والے نہیں

چنانچہ بقول سر سید احمد خاں سرحدی پٹھان وہابیانہ عقائد پر کسی طرح متفق نہ ہوئے۔

"ہندوستان کے گوشۂ شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومیں ساکن ہیں وہ "سنی المذہب حنفی" ہیں چونکہ ان (سید احمد و اسمٰعیل) کے عقائد کی مخالف تھیں اس لئے وہ "وہابی" ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے ________"

(مقالات سر سید نہم ص: ۔۔ ۱۴۰، ۱۳۹)

سرحد میں رہنے والے ________ "سنی المذہب حنفی مسلمان" ________ بھلا ان وہابیوں کے مسائل کو کیونکر اچھا سمجھتے ________ بھلا کوئی ایسا ہے جو اپنے باپ کو گالی دے ________! ________ اپنے بزرگوں کے منہ پر تھوکے ________ علماء کرام کی پگڑی اچھالے! ________ مشائخان عظام کا خرقہ پھاڑے! ________ صحابہ کرام کے مزارات اکھاڑے! ________ گنبد خضراء ڈھانے کے لئے نشانہ بنائے! ________ خانہ کعبہ کو اجاڑے! ________ غلاف کعبہ کو جلائے! ________ مجاہدانِ حرم کو خون میں نہلائے! ________ ایسے سفاک خونخوار نجدیوں کی خباثتوں پر عمل کرنے والے شریروں کو بھلا وہ پہاڑی کیسے اچھا سمجھتے؟ ________ ان کے مسائل خبیثہ کو بھلا وہ "خوش عقیدہ سنی المذہب حنفی پٹھان" ________ کیسے قبول کرتے ؟؟؟

چنانچہ انگریز کے فرستادہ ان وہابی ایجنٹوں کے خلاف سرحد کے علماء اہلسنت صف بستہ ہو گئے۔ ؎

بکھروں گا ایک بار تو نہ آسکوں گا ہاتھ
اے دوست احتیاط سے ٹھوکر لگا مجھے

انگریزی گٹھ جوڑ سے انکار

ابھی مشکل سے سمجھے گا زمانہ
نیا نغمہ نئی آواز ہوں میں

مولینا مودودی تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس وقت یہ حضرات جہاد کے لئے اٹھے ہیں اس وقت کسی سے یہ بات چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصل طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو سکتی ہے تو انگریزوں کی ہو سکتی ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں کی نگاہ دوررس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا۔"

(تجدید احیائے دین صفحہ ۱۲۹)

مودودی صاحب کی سمجھ میں یہ معاملہ نہ آیا لیکن ان کے "بزرگوں" اور انگریزوں کے درمیان تو یہ معاملہ پہلے ہی طے ہو

چکا تھا چنانچہ ان کے بزرگوں کی انگریزی پالیسی کا جوہر تو اس وقت کھلتا ہے جب وہ بزرگ اپنے سب سے پہلے جہاد کا اعلان "سرحدی مسلمانوں کے خلاف کرتے ہیں جی ہاں جہاد اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ! ہے

"رفوگری کا سنز لیوں تو عام ہے لیکن
یہ دیکھنا ہے کہ دامن ہوا رفو کس کا"

اب جو لوگ تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ـــــ یہ جہاد انگریز کے خلاف تھا ـــــ ان سے ہاتھ جوڑ کر اتنا سا سوال ہے کہ ـــــ سبحو کے بادشاہو! ذرا یہ تو بتاؤ کہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ حکومتیں اپنی عملداری میں اپنے خلاف اپنے مخالفوں کو فوجیں بناتے دیں؟ ـــــ اور اپنے خلاف جہاد کے لئے اپنے علاقے میں چندے بٹورنے دیں؟ ـــــ ذرا سوچئے تو سہی انگریز تو انگریز کوئی حکومت کیسی ہی گئی گذری کیوں نہ ہو، یہ حماقت نہیں کر سکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی زیرک قوم اپنی عملداری میں ـــــ ان "باغیوں" کو ـــــ چندہ اسلحہ، اور آدمیوں کی فراہمی کی اجازت دے! ہے

"ایں خیال است و محال است و جنوں"

اور پھر جبکہ انگریز خود نو وارد تھے اور سرزمین ہند میں آہستہ آہستہ اپنے پیر جما رہے تھے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے ـــــ کیا گھاس کھا گئے تھے کہ اپنے علاقے میں اپنے مخالفین کی فوجیں کھلی آنکھوں جمع ہوتی دیکھتے رہے اور اف تک نہ کی! ـــــ یہ تک نہ پوچھا کہ بادشاہو. اتنا بڑا لشکر لے کر کہاں جا رہے ہو؟ ـــــ؟ بلکہ طرفہ تماشہ یہ کہ "انگریز پاگلوں" نے انہیں سہولتیں

فراہم کیں! ——— "بے وقوف انگریز حکام" نے لشکریوں کی دعوتیں کیں ——— !! ——— اور جب یہ لشکری اپنی منزل پر پہنچ گئے تو ان کی جو ہنڈیاں انگریزی علاقوں میں رہ گئی تھیں ان کی رقوم وصول کر کے "فرمانبردار انگریز حکام" نے مجاہدین کے پاس بحفاظت صحیح سلامت سرحد بھجوا دیں! حیرت ہے کہ ——— انگریز اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا مربیانہ سلوک کرے !! ——— تاریخ تو ایسے کسی واقعہ سے یکسر خالی ہے ——— البتہ آج کے خود ساختہ قسم کے مؤرخین نے تاریخ کی یہ تشنگی دور کر دی ہے جن کے سربراہ غلام رسول مہر ہیں انہوں نے اپنے قلم کی نرمستیوں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ سب کچھ انگریز اپنی مخالفت میں ہنسی خوشی برداشت کر رہا تھا ے

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

اعتراف حقیقت

حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، مانی نہیں جاتی

" اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت
سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے
سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی ـــــــ مگر
سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ
سکھوں کا زور کم ہو "

(مولینا محمد جعفر تھانیسری سوانح احمدی ص۱۳۹)

مولینا تھانیسری نے تو حقیقت خود ہی آشکارا کر دی کہ
انگریز اس وقت سکھوں کا زور کم کرنا چاہتے تھے اس لئے انگریز کے
زیر سایہ سید صاحب سکھوں سے جہاد کے لئے رقم اسلحہ اور آدمی آزادانہ
طور پر جمع کرتے رہے بلکہ :-

" مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ
کی امداد بھی کی "

(مولینا منظور احمد نعمانی ـ الفرقان لکھنؤ شہید نمبر ۱۳۵۵ ص۳۷)

یہ جہاد وہ ہے جو وہابی مورخین کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے چنانچہ
جب یہ مجاہدین سکھوں سے جہاد کے لئے سرحد گئے تو ان کی بیوی بچوں
اور املاک کی انگریزوں نے پوری پوری حفاظت کی نیز ادھر سے مالی اور

انفرادی امداد بھی ہوتی رہی چنانچہ شیخ الحدیث دیوبند مولینا حسین احمد مدنی اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔

"جب سید احمد صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ
کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس
لیا اور جنگی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں سید صاحب
کی مدد کی ______"

(نقش حیات جلد دوم ص۔)

ے "طواف گل کو بھلا کر چمن سے کی ہجرت
یہ تتلیوں کی روایات سے بغاوت تھی"

انگریز اطمینان کا سانس بھلا کیوں نہ لیتا اور سید صاحب کو اس کار خیر میں امداد بہم کیوں نہ پہنچاتا کہ اس طرح سید صاحب ہندوستان بھر کے سارے جنگجو مسلمانوں کے ریوڑ کو ہنکا کر پہاڑوں میں ذبح کرنے لئے جا رہے تھے ان حضرات کی سنگ دلی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے"

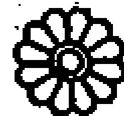
ے "گرتا ہے اپنے آپ پہ دیوار کی طرح
اندر سے جب چٹختا ہے پھر کا آدمی"

جیسا کہ سب کو معلوم ہے اس وقت ہندوستان میں دو ہی بڑی طاقتیں تھیں جو انگریزوں کے لئے درد سر بنی ہوئی تھیں ______ ایک تو پنجاب کی (مارشل ریس) جنگجو سکھ قوم دوسرے سرحدی پٹھانوں کے آزاد قبائل۔! انگریزی سیاست نے بڑی عیاری سے ایک تیر میں دو شکار کھیلے یعنی سید صاحب کو آگے بڑھا کر دونوں مقامی طاقتوں کو آپس میں ٹکرا دیا ____ اس طرح اگر ایک طاقت ختم ہو جاتی تو انگریز یکسوئی سے دوسری قوت

کو زیر کر سکتا تھا ــــــــــــ اور اگر دونوں ہی کمزور ہوتیں تو بھی انگریز کی چاندی تھی!

کتنے برسوں کی مسافت کا یہ حاصل ٹھہرا
اپنے دامن میں بجز گردِ سفر کچھ بھی نہیں"

ملت اسلامیہ سے غداری
انگریز کی خدمت گذاری



کہا تم نے کہ جائز ہے فرنگی کی وفاداری
بتایا تم نے ہر اک عہد میں مذہب کو سرکاری

وہابیہ نے ہر جگہ اور ہر دور میں انگریز کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا فریضہ دینی جانا اس تلخ حقیقت کے ثبوت میں دلائل اس قدر قوی ہیں کہ کسی کو مجال انکار نہیں۔ چنانچہ وہابیہ کے معروف مؤرخین خود اعتراف کرتے ہوئے لکھتے چلے جاتے ہیں :-

" دوران وعظ ایک شخص نے سوال کیا کہ ——— سرکار انگریزی کے خلاف جہاد کرنا درست ہے یا نہیں ؟ اس کے جواب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے فرمایا :-

ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور " اپنی گورنمنٹ " برطانیہ پر آنچ نہ آنے دیں "

(تواریخ عجیبہ ص۷۳ ۔ مذاہب اسلام ص۶۶ ۔ حیات طیبہ ص۲۹۶)

جی ہاں ! ——— " اپنی گورنمنٹ برطانیہ " ——— پر آنچ نہ آنے دیں۔

چنانچہ :- " سید صاحب کی برابر یہ روش رہی کہ ایک طرف لوگوں کو " سکھوں کے مقابل آمادۂ جہاد " کرتے اور دوسری جانب حکومت " برطانیہ کی امن پسندی " جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے تھے "

(الدر المنثور ص۲۵۲ از مولوی عبد الرحیم صادق پوری اہلحدیث)

بھلا کیوں نہ روکتے ؟ ——— اچھے لوگ جس کا کھاتے ہیں اسی کا گاتے ہیں ——— آخر نمک حلالی بھی تو کوئی چیز ہے ———

سید صاحب سے بھلا کیسے ممکن تھا کہ انگریزی حقائق میں کھاتے اسی میں
بھید فرماتے لہٰذا :-

"سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز
ارادہ نہیں تھا (بلکہ انگریز کی یاری پر ایسا ناز تھا
کہ) وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے"

(تواریخ عجیبہ مصنفہ منشی محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ فاروقی دہلی ص۱۳)

"اپنی سرکار" ـــــــ اپنی عملداری ـــــــ کتنے خوبصورت الفاظ
ہیں انگریز سے کس قدر اظہار محبت ہو رہا ہے ـــــــ انگریز کے قدموں
پروالہانہ قربان ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ ہندوستان بھر کے مسلمان اس
وقت دل سے غاصب انگریز سے متنفر اور ان سے آمادۂ جہاد تھے لیکن
سید صاحب بڑی خوبصورتی سے انگریزوں کی امن پسندی کا یقین دلا کر لوگوں
کی نفرت کا دھارا سکھوں کی طرف موڑ رہے تھے ؎

دشمنوں سے تو بچ گئے لیکن
دوستوں کے کرم نے مار دیا

چنانچہ اسمٰعیل جہاد سے انگریزوں کو فوری فائدہ تو یہ ہوا کہ مسلمانوں
کی بھی اور سکھوں کی بھی توجہ غاصب انگریز سے ہٹ کر ایک دوسرے پر
لگ گئی اس طرح انگریزوں کو سرزمین ہند پر پیر جمانے کا سنہرہ موقعہ
ہاتھ آیا ـــــــ اور یہ موقع انہی غداران ملک و ملت نے انگریزوں
کو بہم پہنچایا ـــــــ پھر بھی غلام رسول مہر کی طرح تاریخ پر ستم ڈھاتے
ہوئے جو لوگ آج "اسمٰعیل جہاد" کو انگریز کے خلاف ثابت کرنے کے لئے
ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ در اصل حقیقت کا منہ چڑا رہے ہیں اور

تاریخ کے منہ پر کالک لگا رہے ہیں۔

تاریخ کا حلیہ بگاڑنے والوں سے ہاتھ جوڑ کر التماس ہے کہ اگر ان میں ذرا سی بھی شرم و حیا باقی ہے تو زیادہ نہیں صرف ایک آدھ ہی بیان سیّد احمد یا اسمٰعیل دہلوی کا اپنی تائید میں، انگریز کے خلاف دکھا دیں جبکہ ہم نے ان "غداروں" کی "انگریز دوستی" کے حوالوں کی بھرمار کر دی ہے اور وہ سارے حوالے انہی کے مداح مؤرخوں کی کتب سے نقل کئے گئے ہیں ____ لیکن ان تمام حقائق سے قطع نظر غلام رسول "بے مہر" کا اپنا "سینہ گزٹ" ____ وہابیوں کے لئے ہر تاریخی ماخذ کا باوا آدم بنا ہوا ہے، جس کا غیر شائع شدہ ____ دفینہ نمبر ____ اس کے اور اس کے ہم خیال افراد کے "سینہ پر کینہ" میں ممی کی طرح حنوط شدہ موجود ہے جس کی ایک خود ساختہ مختصر سی فہرست اپنی کتاب ____ "سید احمد شہید" ____ کے شروع میں بھی دے دی ہے اس طرح دن دھاڑے تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

" بھٹک گیا ہے کہاں قافلہ خدا جانے
کہ منزلوں پہ فقط گردِ کارواں پہنچی "

صلیب کی بھینٹ

مار کرتے تھے جو چھپ چھپ کے کمیں گاہوں سے
آئے نزدیک تو سب دوست ہمارے نکلے

حقیقت یہ ہے کہ اپنی خود کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اہلسنت کی رہنمائی کے واسطے وہابی دانشوروں نے بڑی آسانیاں فراہم کر دی ہیں ـــــ سوچ اور فکر کی صحیح راہ متعین کرنے کے لئے ان کے اقراری بیانات اعتراف جرم کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ چنانچہ مشہور متعصب وہابی مصنف مسعود عالم ندوی یہ کڑوا نوالہ نگل کر زہر کا گھونٹ پیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"انگریز مؤرخ "ہنٹر" ایک جگہ لکھتا ہے کہ ـــــ بعض کارخانوں کے مسلمان ملازم اپنے انگریز مالکوں سے چھٹی لیکر جہاد کو جایا کرتے تھے"

(   )

جی ہاں ـــــ جہاد کو جایا کرتے تھے ـــــ مسلمانوں سے جہاد کرنے کے لئے ـــــ صلیب کی بھینٹ چڑھنے کے لئے ـــــ انگریزی پالیسی کے تراشیدہ جہاد نما فساد کی قربان گاہ کی زینت بننے کے لئے جبھی تو جہادیوں کی امدادی رقمیں غاصب ہندو مہاجنوں سے واگذار کرا کے ـــــ "کمشنر دہلی" ـــــ اور ـــــ "ہائی کورٹ الہ آباد" ـــــ کے فیصلوں کے عین مطابق "انگریز سرکار" ـــــ اپنے خاص ذرائع سے سرحد بھیجنے کا انتظام فرمایا کرتی تھی ۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیے "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صہ ۱۳۵-۱۳۰)

بھلا انگریز سرکار ایسا کیوں نہ کرتی ؟ ـــــ قربان کرنے سے پہلے اپنے جانوروں کو سبھی دانہ پانی دکھایا کرتے ہیں ۔

چنانچہ برٹش گورنمنٹ کی انتظامیہ ـــــ سول سروس ـــــ

اور انگریز کارخانہ داں ــــــ تک، سب جانتے پہچانتے اور مانتے تھے کہ ـــــــ مولوی اسمٰعیل غدار اور ان کا سید احمد شریر سردار بمعہ اپنے تمام مریدانِ نابکار کے ساتھ ـــــــ "برٹش سرکار" کے ناہنجار مشن کی تکمیل میں لگے ہوئے تھے۔ لہٰذا انگریز سرکار اور اس کے تمام اہلکار ان فسادیوں کی مدد کرنا اپنا فرضِ عین سمجھتے تھے۔

مسلم کش "پادری" اور انگریز کی مہمان نوازی

انتہا یہ ہے کہ ـــــ انگریزی حکام منزل بمنزل وہابی مجاہدین کی دعوت طعام کا اہتمام کرتے تھے ـــــــ

جی ہاں! اس سلسلے میں خود سید صاحب کے سگے بھانجے پھوٹ پڑے۔

"جب عشاء کی نماز ہو چکی اس وقت دیدبانوں نے عرض کی کہ کچھ مشعلیں ہماری طرف آرہی ہیں اسی گفتگو کے دوران کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار مختلف قسم کے کھانے لے کر کشتی کے قریب کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ:۔ پادری صاحب کہاں ہے؟ سید صاحب نے کشتی سے جواب دیا:۔

"میں یہاں موجود ہوں" ! انگریز فوراً گھوڑے سے اترا اور (تعظیماً) اپنی ٹوپی سر سے اتار کر کشتی میں سید صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ مزاج پرسی کے بعد عرض کیا کہ ـــــ میں نے اپنے نوکروں کو قافلے کی اطلاع کے لئے متعین کر رکھا تھا آج خبر ملی کہ آپ مع قافلے کے اس طرف آرہے ہیں

______ یہ خوش خبری سنکر میں نے ماحضر

تیار کیا اور خدمت میں حاضر ہو گیا۔

(سوانح احمدی از مولوی محمد جعفر تھانیسری ص۹۰)

سبحان اللہ! ______ مسلمان پادری اور انگریز کی "اسلام نوازی"

! کیا عجب تماشا تھا ______ !

"کفر و اسلام" کا یہ کیسا خوبصورت سنگم تھا ______ !

عیسائی سردار سر سے ٹوپی اتار کر مجاہدین کی تعظیم کے لئے جھکے ______

خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرے ______ لذت کام و دہن کے لئے

انہیں ماحضر پیش کرے ______ آج تک دشمنانِ اسلام کی طرف

سے اس حسنِ اخلاق کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے ______ مگر

تاریخ کی یہ تشنگی مشہور وہابی مؤرخ سید ابوالحسن ندوی نے دور کر دی چنانچہ

انگریز سرکار کی ایسی بہت سی لذیذ دعوتوں کی چٹ پٹی یادوں کو بڑے مزے

لے لے کر بیان کیا ہے چنانچہ "مسلمان پادری" کے "انگریزی کھانوں" کا

اگر آپ بھی چٹخارہ لینا چاہیں تو دیکھیں۔

(سیرت سید احمد شہید ص۱۷۰-۲۱۷)

لیکن یہ سوچ لیجئے کہ دراصل یہ سرحدی مسلمانوں کے خونِ ناحق کا معاوضہ

تھا بالفاظ دیگر یہ دستر خوان، مسلمانوں کے خونِ جگر اور لختِ جگر سے سجایا

گیا تھا ______ ! ______ کیا واقعی آپ اس قدر بھوکے ہیں کہ پیٹ کا جہنم بھرنے

کے لئے یہ حنظل زہر مار کریں گے؟ ______ بہر حال آپ پسند کریں یا

نہ کریں وہابی مجاہدین نے مزے لے لے کر یہ سب کچھ نوش جاں فرما لیا

اور ڈکار تک نہ لی ______ کھانے سے پہلے یہ تک نہ پوچھا کہ آخر اس حرام

طعام کا اہتمام کس نے کرایا ہے اور کیوں کرایا ہے ؟ ــــــ اس انگریز حاکم کو مجاہدین کی آمد کی خوش خبری کس ایجنسی نے بہم پہنچائی ؟

ــــــ اور پھر سید صاحب کے حضور حاضر ہوکر، ٹوپی اتار کر، سر جھکا کر، وہابی سردار کا شایانِ شان استقبال کرنے کی ترغیب کس نے دی ؟

وہابی مجاہدین کے قافلے کے پہنچنے سے پہلے پہلے ان کی ــــــ خاطر تواضع کی ہدایات کہاں سے موصول ہوئیں ؟

سید صاحب کے ــــــ "روحانی تصرفات" ــــــ سے یہ کسی ــــــ "اسلامی خبر رساں ایجنسی" ــــــ کی کارکردگی تو ہو نہیں سکتی کیونکہ ــــــ "سید اینڈ کمپنی" ــــــ تو سرے سے روحانیت ہی کی قائل نہ تھی ! اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہ تو نری ــــــ "انگریزی جاسوسی مشین" ــــــ کی کرشمہ سازی تھی کہ ــــــ "وہابیہ کے غول بیابانی" ــــــ کی خوراک رسانی کا منزل بمنزل شیطانی انتظام کیا جارہا تھا ــــــ "کالے پادری" ــــــ کی تن پروری کے لئے وہیں سے ــــــ "ابلیسی احکامات" ــــــ صادر ہورہے تھے ــــــ یقیناً یہ انگریز کی دعوت تھی کوئی قدرتی "من و سلویٰ" تو نہ تھا کہ یونہی آسمان سے نازل ہوگیا ! ۔

ماننا پڑے گا کہ درپردہ ایک ــــــ "مسلم کش پادری" ــــــ کے لئے ــــــ "اسلام دشمن انگریز" ــــــ کا یہ چڑھاوا تھا ! ــــــ نصاریٰ کے ٹکڑوں سے پلنے والے ــــــ "مسلم کش پادری کیا" ــــــ اسلام کی نشاۃ ثانیہ" ــــــ کرنے جارہے تھے ؟ ــــــ

ــــــ بھلا یہ کیسی ــــــ "خلافت اسلامیہ" ــــــ تھی جس کی بنیاد ــــــ اسلام دشمن انگریزوں ــــــ کی مدد سے رکھی جارہی

تھی؟ ـــــ دراصل یہ تو بڑی ـــــ "خلافت شیطانی" ـــــ ہی تھی جو ـــــ "انگریز دشمن مسلمانوں" ـــــ سے جنگ کرنا سکھاتی ہے! ـــــ جو مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے مختلف فرقوں میں بانٹتی ہے! ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت کو دلوں سے مٹاتی ہے۔ اور آدمی کو اپنے بزرگوں کے حق میں دلیر و گستاخ بناتی ہے! ـــــ لیکن انگریز سرکار کا فرمانبردار و جان نثار ہونے پر فخر کرنا سکھاتی ہے ـــــ

ہندو راجہ کی مجاہد نوازی

"برٹش پالیٹکس کی فعال مشنری" ـــــ کا یہ کارنامہ تھا کہ "دشمنانِ اسلام کی جانب سے ـــــ "وہابی درندوں" ـــــ کو راتب برابر ملتا رہا۔ چنانچہ:-

"گوالیار میں مہاراجہ کی طرف سے مہمانداری کا پورا انتظام تھا ـــــ کئی مرتبہ ہندو راؤ نے دعوتیں کیں۔

ایک دعوت کی تفصیل راویوں نے یوں بیان کی ہے کہ ـــــ ہر بٹی کھانا بھی پکوایا ـــــ شیر مال ـــــ پراٹھے ـــــ پلاؤ ـــــ متنجن ـــــ قلیہ ـــــ فیرینی ـــــ یاقوتی ـــــ کباب ـــــ پسندے ـــــ مرغ بریاں وغیرہ بھی تیار کرائے بعض بلند پایہ ساتھیوں کے ہاتھ ہندو راؤ نے خود دھلوائے۔

کھانے کے بعد جو پان پیش کیے وہ سب ورق طلاء میں ملفوف تھے ـــــ بہت سے تحائف خوانوں میں

لگا کر نذر کے لئے لائے گئے ان میں موتیوں کا
ایک بیش بہا ہار اور دو چغے بھی تھے جن پر زری کا
نہایت عمدہ کام تھا۔"

دیکھا آپ نے؟ ــــ "ہندو راؤ" نے بعض بلند پایہ مجاہدوں
کے ہاتھ خود دھلوائے! ــــ جی ہاں! ــــ مجاہد تو خود اپنی زندگی
سے ہاتھ دھوئے بیٹھے تھے، بھلا ان کے ہاتھ مہاراجہ کیوں نہ دھلواتا!
ــــ وہ ہندو راؤ تھا کھلی آنکھوں دیکھ رہا تھا کہ ــــ
"وہابی بکرے" ــــ "صلیب کی بھینٹ" ــــ چڑھنے جا رہے ہیں!
ــــ جس قدر ہو سکے انہیں چراؤ چگاؤ اس طرح انگریز کی خوشنودی
حاصل کرے ــــ "ہندو چراگاہوں" ــــ کو ــــ "انگریز کے
ٹڈی دل" ــــ سے بچاؤ ــــ اسی لئے ہندو راؤ نے ــــ
ان ــــ "چغدوں" ــــ کو چغے پہنائے ــــ "وہابی گلہ
بانوں" ــــ کے گلے میں موتیوں کے ہار ڈالے۔ ــــ کیونکہ وہابی اپنے
گلے میں انگریز کی غلامی کا لعنتی طوق ڈالے ہوئے تھے ہندو راؤ نے دیکھ لیا
تھا! ــــ اور خوب سمجھ لیا تھا! ــــ ! ــــ لیکن
سیدھے سادے مسلمانوں کی سمجھ میں آج تک یہ بات نہ آسکی! ــــ
البتہ ہندو تو کھاگ ہوتا ہے اس نے جہاد سے پہلے ہی کرائے کے
ٹٹوؤں کو بھانپ لیا تھا ــــ اگر یہ محض الزام ہے تو پھر بتائیے کہ
ان ٹکڑ گدھوں کو چرانے سے ہندوؤں کا اپنا بھی تو کوئی مقصد ہوگا ورنہ
ہندو جیسی چالاک اور سود خور قوم اتنا کچھ خرچ کرے اور وہ بھی زوال پذیر
مسلمانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ناممکن قطعی ناممکن!

بہر حال اگر غلام رسول مہرؔ زندہ ہوتے تو ان سے یہ سوال کیا جا سکتا تھا کہ آخر ہندو راجا نے کس ____ "اسلام دوستی" ____ اور کون سی ____ "اسلامی جہاد" ____ کی خوشی میں اس خوانِ یغما کا آپ کے بزرگوں کے لئے انتظام کیا تھا؟ "ہندوؔ" کو "جہادؔ" سے بھلا کیا نسبت؟ تاریخ کو مسخ کرنے والے بھلا اس کا کیا جواب دیں گے بہر حال

عیاں را چہ بیاں!

بدھو کی عقلمندی

اسمٰعیلی لشکر کی راہ میں انگریزی سیاست کا یہ حسنِ انتظام دیکھ کر ہی ____ بدھ رام ____ جیسے "بدھو" کو بھی عقل آ گئی ____ اور یہ روایت عقل کے مارے غلام رسول مہرؔ نے بیان کی۔ چنانچہ لکھتا ہے:-

> "پشاور میں بدھ رام نام کا ایک مشہور سیٹھ تھا وہ سید صاحب کی خدمت میں آیا تو نقد روپے کے علاوہ انگور۔ انار۔ پستہ۔ بادام۔ ناشپاتی اور بہی کی "ٹوکریاں اور تھیلے لایا" جہاد تھا
>
> (سید احمد شہید ص۶۵۲ از غلام رسول مہرؔ)

____ تاکہ اسمٰعیل کے لشکری پستے بادام کھائیں اور اپنی جان بنائیں! ____ آخر سرحدی پٹھانوں سے انہیں جہاد کرنا تھا اور پھر ان کی لڑکیوں سے زبردستی نکاح ثانی کا فریضہ بھی تو ادا کرنا تھا ____ اسی لئے یہ سب ضیافتیں اور انگریزی پالیسی کی سوغاتیں تھیں!-!-!

آپ کا غلام ہری رام

"ہری رام کشمیری وہاں (غازی آباد میں) تحصیلدار تھا۔۔۔۔

...... نیاز مندانہ حاضر ہوا ـــــــ
اور شیرینی کے علاوہ کچھ روپیہ بھی بطور نذر پیش کیا"
(سید احمد شہید ص۱۲۶)

کیوں نہ پیش کرتا! ــــــ آخر وہ انگریز سرکار کا ایک ذمہ دار تحصیلدار تھا ــــــ اپنی ذمہ داری کا اسے پورا پورا احساس تھا اور انگریز سرکار کی خوشنودی کا بھی پاس تھا! ــــــ !! اسی لئے "نیاز مندانہ سید صاحب کے حضور حاضر ہوا۔

اس طرح جب ہندو اہلکار انگریز سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے ہوئے تھے تو پھر انگریزی چھاؤنی میں گوشت سپلائی کرنے والا مسلمان ٹھیکیدار بھلا کیوں پیچھے رہتا ــــــ چنانچہ:۔

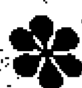
"محمد تقی قصاب نے جو انگریزی فوجوں میں گوشت
کا بڑا ٹھیکیدار تھا ــــــ شیرینی پارچہ جات اور
نقد کے کئی کئی خوان نذر پیش کیے"

(سید احمد شہید ص۱۹۷)

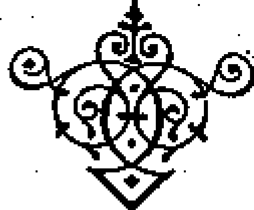
انگریزی فوجوں میں گوشت کا ٹھیکیدار یہ گرانقدر نذر سید صاحب کو بھلا کیوں نہ پیش کرتا آخر ٹھیکیدار ٹھیکیدار کو پہچان گیا وہ جان گیا کہ انگریزوں سے سید صاحب نے خونِ مسلم بہانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے!

چنانچہ یہ سب کچھ خونِ مسلم ہی کا معاوضہ تھا جو ادا کیا جا رہا تھا!۔

پیری مُریدی کا ڈھونگ



سرحد میں ہڑبونگ



زباں پہ حرفِ خلوص اور دل میں زہرِ نفاق
یہ دوستی ہے تو پھر اور دشمنی کیا ہے

مشہور بات ہے کہ سرحد میں خوش عقیدہ سنی مسلمان رہتے ہیں جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں — اس نسبت سے سادات کرام اور پیران عظام کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں۔

اسی امید میں ہر جگہ ہوا کو چوما!
چھو کے شاید میرے پیاروں کی قبا آئی ہے

پٹھانوں کی شاید اسی خوش عقیدگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریزی گماشتوں نے بڑی عیاری سے کام لیا —— اور پیری مریدی کا جال پھیلایا —— چنانچہ سید احمد نے بڑی مکاری سے خود تو "پیر و مرشد" کا روپ دھارا —— مولوی اسمٰعیل اور دیگر حواریوں کو —— اپنا —— "مرید" —— کہلانے کا سوانگ رچایا —— اس طرح انگریزی پالیسی کے تحت —— "وہابی گرو گھنٹال" —— پیری مریدی کا چکر چلاتے ہوئے سرحد میں داخل ہو گئے —— !

حالانکہ وہابی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک کو اپنا پیر و مرشد نہیں مانتے —— بلکہ محض اپنا جیسا —— "بشر" —— جانتے ہیں —— بہت سے بہت اپنا "بڑا بھائی" —— گردانتے ہیں — اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ —— حضور مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے (اگر یقین نہ آئے تو دیکھئے خود اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳)

ان کے بڑوں کا عقیدہ تھا کہ ...

" ہمارے ہاتھ کا عصا ——— محمد ——— سے بہتر ہے کہ اس سے کتے بلے کو تو مار سکتے ہیں ——— لیکن حضور تو مر گئے اب ان سے کوئی فیض نہیں ——— !"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے الدرر السنیۃ و شہاب ثاقب)

وہابیوں میں بد عقیدگی کا جہاں یہ عالم ہو وہاں پیر و مرشد کی روحانی عظمت اور فیض رسانی کا بھلا کون قائل ہوگا ——— یہ تو سب انگریزی پالیسی کا چکر تھا جس نے سب کو چکر میں ڈال دیا تھا۔

بہر حال یہ جادو خوب چلا۔

چنانچہ اس سلسلے میں تاریخ ہزارہ بتاتی ہے کہ :-

"۱۲۴۲ھ میں قندھار اور پشاور کی طرف سے علاقہ یوسف زئی میں آئے اور تور ڈھیر میں ڈیرہ ہوا ...... اس وقت اس ملک میں ان کی شہرت یہ ہوئی کہ خلیفہ سید احمد ایک شخص عرب سے آیا ہے اور خرق عادت عجائب اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور ...... اکثر لوگ اسی روز اور کچھ لوگ دوسرے تیسرے روز آکر اس سے مرید ہوئے اور کسی نے کوئی عجائب چیز خرق عادت کی ان سے نہ چاہی۔ گویا اس کی شکل ہی کو خرق عادت تصور کر لیا ——— اور ایک ہفتہ کے اندر ہی تمام لوگ جاہل، عالم، غنی، فقیر سب مرید ہو گئے۔ اس وقت اخوند صاحب

سوات والا اور ملاں کوٹھہ والے بھی مرید
ہوئے (تواریخ ہزارہ تالیف محمد اعظم
بیگ مطبوعہ لاہور ۱۸۷۴ء جلد دوم ص ۲۳۰،۲۲)

بہار آتے ہی خوش ہو چلے تھے دیوانے
یہ نامراد ہواؤں کا رخ نہ پہچانے

سیّد صاحب کی امارت کا قیام

"تم سادہ مزاجی سے منہ پھیرتے ہو جس پہ
وہ شخص تو دنیا میں کسی کا بھی نہیں ہے"

منافقت کا یہ رنگ بھی چشم فلک نے دیکھا کہ تقیہ باز سید احمد اینڈ کمپنی نے پٹھانوں کی سادگی اور خوش عقیدگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوتے یہاں بھی بڑے زور و شور سے سکھوں کے خلاف جہاد کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ —— پٹھان تو تھے ہی سکھوں کے کٹر دشمن —— نعرۂ جہاد سن کر آمنا صدقنا کہتے ہوئے سید صاحب کی طرف لپکے اور سکھوں سے جہاد کے نام پر ان کی بیعت کرنے لگے۔ اس طرح سید صاحب از خود —— "امیر المؤمنین" —— بن گئے —— !

ان سیدھے سادے مسلمانوں کو بھلا کیا معلوم تھا کہ —— یہ سنہرے دعوے اور خوش نما نعرے لگانے والے اندر سے دراصل —— "کٹر وہابی" —— ہیں۔ اور انگریزوں کی مدد سے اس علاقے

ہیں ــــــــ "ریاست وہابیہ" ــــــــ قائم کرنے آئے ہیں ــــ

؎ "اتنا تو دل فریب نہ تھا دام زندگی
لے آئے اعتبار کے سانچے میں ڈھال کر"

سرحدی مسلمانوں نے ان نوواردوں کو پکا سچا مسلمان جاکر ان پر کامل اعتماد کر لیا۔ چنانچہ اس طرح جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر انہوں نے متفقہ طور پر سید صاحب کو اپنا ــــــ "امیر مطلق" ــــــ بنالیا ـــــ !

(مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" از مولوی عبید اللہ سندھی)

؎ "اک والہانہ شوق سے بڑھتے چلے گئے
ہم امتیاز ساحل و طوفاں نہ کر سکے"

اس بڑھی چڑھی ہوئی کامیابی نے "امیر مطلق" کو "مطلق العنان" بنادیا چنانچہ آپے سے باہر ہو کر ـــــ اس نے درویشی و مسکینی کا مصنوعی لبادہ اتار پھینکا اور رنگے وہابی کی صورت میں پبلک کے سامنے آگئے اور کھل کر وہابی عقائد کی کیچڑ اچھالنے لگے۔ آخران کا یہ "سٹری پن" اس قدر تجاوز کر گیا کہ ہر جگہ سرحد میں وہابیت کی نجاست بکھرنے لگی ــــــ کھلے عام بزرگان دین کی توہین و تضحیک کرنے لگے !! اولیائے کرام کو ملحد و مشرک ٹھہرانے لگے !! اکابر اہل سنّت کے نورانی مینار گرانے لگے !!!

؎ "کس کو معلوم تھا کہ عہد وفا
اس قدر جلد ٹوٹ جائے گا"

چنانچہ:۔ جب اختلاف مذاہب میں بحث شروع کی تو حضرت

امام اعظم ابو حنیفہ سے لے کر جس قدر امام اور اولیاء
اللہ خاندان قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ
وغیرہ میں گذرے ہیں ان کو ملحد اور مشرک اور بدعتی
"آمین بالجہر کی طرح پکار کر کہنا شروع کر دیا"
(فسادِ مسلمین ص۱۱۳ از منشی محمد حسین محمود مطبع ریاض ہند امرتسر)

پرانی شاخوں کے سائے ہی بوجھ کہلائے
شجر گرے نہیں تو کاٹ کر گرائے گئے"

انتہا یہ کہ بے لگام ہو کر اپنی خود سر خود غرضیت کا ثبوت دیتے ہوئے
عشر کی آمدنی کو شرعی طریقے پر خرچ کرنے کے بجائے اپنی وہابیانہ صف
بندی پر بے دریغ خرچ کرنے لگے

کسے خبر تھی ہمیں راہبر ہی لوٹیں گے
بڑے خلوص سے ہم کارواں کیساتھ رہے

اور ساتھ ہی ساتھ مجبور کرنے لگے کہ :-

"سب لوگ حقیقی معنی میں مسلمان بن جائیں ـــــ
اسی صورت میں اطاعتِ امام کی حقیقت سے آگاہ
ہو سکتے ہیں ـــــ اسی صورت میں بدعات و منکرات
اور معصیت سے پاک ہو کر خدا و رسول اور اولی الامر
کی فرمانبرداری کا حق ادا کر سکتے ہیں"
(حقائق بالاکوٹ از شاہ حسین گردیزی)

لو بھئی ! سکھوں سے جہاد کرنا تو بھول گئے ـــ یہاں ـــ سرحدی
مسلمانوں کو ـــــ حقیقی معنی میں مسلمان ـــــ بنانے کا فریضہ جز

شمشیر ادا فرمانے لگے ــــــ اس طرح دہابیت کا خوں آشام دور شروع ہوا ۔ ؎

وہ لوگ جن کی رفاقت پہ ناز تھا تم کو
وہ لوگ ایک قدم بھی تو ساتھ دے نہ سکے

آخرکار عوام میں دہابی مجاہدین کے خلاف نفرت و حقارت اور طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلنا لازمی تھیں۔ چنانچہ لوگ سوچنے لگے :۔

" شاید یہ انگریزوں کے مشورے سے واسطے
فتح اس ملک کے آیا ہے ــــــ جہاد کا نام
فرضی منفرد کیا ہے ۔"

(تفصیلات کے لئے دیکھئے، تواریخ ہزارہ صفحہ ۲۳۷ تا ۲۵۱)

سیّد صاحب کی خلافت و امامت کا اعلان

سیّد صاحب نے لوگوں کو جب برگشتہ ہوتے دیکھا تو اپنے ہمزادوں سے صلاح مشورہ کیا جو کچھ طے پایا اس کے مطابق آخری پانسہ پھینکا ! چنانچہ خود کو ــــــ " امام برحق ــــــ مامور من اللہ " ــــــ اور " مہدی زماں " ہونے کا دعویٰ ٹھونک دیا ! ؎

شوق بزم احمد، ذوق شہادت ہے مجھے
جلد " مومن " لے پہنچ اس مہد دوراں تلک

اس نعرہ کو انہوں نے اپنے آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا اس

یعنی اسے تسلیم کرنا اور نہ کرنا ـــــــــــ اسلام اور کفر قرار دے دیا یعنی سید صاحب کو جو نہ ملنے وہ کھلا کافر اور قابل قتل۔ ـــ

"اپنے تیور تو سنبھالو کہ کوئی یہ نہ کہے
دل بدلتے ہیں تو چہرے بھی بدل جاتے ہیں"

واقعی اس طرح دل کی سیاہی مکروہ چہرے پر ابھر آئی ـــــــــــ !

چنانچہ نادر شاہی اعلان ہوا کہ:۔

"میرے ساتھی جنہوں نے اس منصب کا اقرار کیا ہے عزت اور وجاہت کے منصب پائیں گے اور مخالفین جنہوں نے میرے اس منصب کا انکار کیا ہے ہلاکت اور ذلت میں ڈالے جائیں گے۔ میرے مخالف کا ساتھی بلاشبہ کفار و منافقین اور یزید شقی کے ٹولے سے ہے۔" (مکاتیب سید احمد شہید مرتبہ مولانا غلام حسین ساہو والہ ضلع سیالکوٹ لاہور ۱۹۶۹ء ورق ۱۰۴-۱۰۵-۱۰۸)

ـــ جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
ان کو زباں ملی تو ہمیں پر برس پڑے

بہرحال سید احمد بریلوی نے جو یہ مصرعہ طرح دیا تو ان کے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی نے گرہ لگائی:۔

"جو شخص آں جناب کی امامت ابتداء ہی سے قبول نہ کرے ـــــــــــ یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرے وہ ایسا باغی ہے کہ ـــــــــــ اس کا خون بہانا حلال ہے ـــــــــــ اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل

کی طرح عین جہاد ہے ـــــــ کیوں کہ احادیث
متواترہ کے حکم سے ـــــــ ایسے لوگ کتے کی چال
چلنے والے ملعونین اشرار ہیں ـــــــ اعتراضات
کرنے والے کے اعتراضات کا جواب تلوار کی مار ہے۔"
(مکتوبات سید احمد شہید ص ۱۶۹ مکتوبات ۳۱)

۵ رعنائیاں چمن کی تو پہلے بھی کم نہ تھیں
اب کے مگر سجائی گئی شاخِ دار بھی

الامان والحفیظ! ـــــــ اس ایک بیان سے خونخوار وہابی کی خوفناک تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

ذرا ان لفظوں کی سختی، درشتی اور کرختگی تو ملاحظہ فرمائیے ـــــــ جو حضرت کی امامت کے منکرین کے لئے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف کی جانب سے استعمال کئے گئے تھے کہ ـــــــ "ایسے لوگ کتے کی چال چلنے والے ملعونین اشرار ہیں" ـــــــ "ان کا قتل کرنا کافروں کے قتل کی طرح عین جہاد ہے" ـــــــ معلوم نہیں کہ ظالم نے کن ـــ احادیث متواترہ ـــ سے یہ سب کچھ جائز قرار دے دیا۔ ـــــــ حوالہ تو ایک حدیث کا بھی نہ دیا ـــــــ بس معترض کا علاج تلوار کی مار تجویز کیا۔ یہ سب کچھ بالکل اسی طرح سے ہوا جس طرح اس سے پہلے ان کے پیش رو ابن عبدالوہاب نجدی نے سرزمین عرب میں اپنی تلوار لہرا کر اعلان کیا تھا کہ:۔

"انی ادعوکم الی الدین وجمیع ما ھر تحت السبع الطباق مشرك علی الاطلاق ومن قتل مشرکا فله الجنة"

ترجمہ:۔ میں تمہیں دین کی دعوت دیتا ہوں اور جو مخلوق ہفت آسمان

کے نیچے ہے وہ سب کی سب مشرک ہے اور جس نے مشرک کو قتل کیا اس
کے لئے جنت ہے)
بس پھر کیا تھا۔

"اس عقیدہ کی وجہ سے وہابیوں نے ــــــ
اہلسنت ــــــ اور ان کے علماء کا قتل مباح کیا ہے"

(فقہ حنفیہ کی بنیادی کتاب ــــــ "ردالمختار" ــــــ کے حاشیہ درمختار
ــــــ میں عالم اسلام کے مشہور عالم علامہ شامی کا بیان)

بالکل اسی طرح اسمٰعیل دہلوی نے ــــــ سید احمد ــــــ کو ــــــ
ــــــ امام برحق "مامور من اللہ" ــــــ ٹھہرا کر ان کی امامت کے منکر
کو "واجب القتل" قرار دے دیا ــــــ اچھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس
طرح انہوں نے ــــــ "رافضیوں" ــــــ کے مسلک کو لیا یا "خارجیوں" کا
طریقہ کار اپنایا ــــــ کیونکہ ــــــ امامت ــــــ کا مسئلہ تو ــــــ
"رافضیوں" ــــــ کا ہے ــــــ اور ــــــ گناہ کبیرہ ــــــ کے مرتکب کا
خون بہانا "خارجیوں" کا مسلک ہے۔ ! اہلسنت ان دونوں فتنوں سے بری
الذمہ ہیں۔ چنانچہ اہل سنت وجماعت نے نہ کبھی "امامت" کا مسئلہ کھڑا کیا
اور نہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو واجب القتل قرار دیا۔ بلکہ اہل سنت کا ایمان
ہے کہ ــــــ اسلام میں کسی قسم کے دعوی کو چاہے وہ ولی، مجدد، مجتہد
یا مہدی ہونے کا ہو اگر اس شرط کے ساتھ مشروط کر دیا جائے کہ اس دعوی
کو تسلیم کرنے والا ــــــ "مسلمان" ــــــ اور تسلیم نہ کرنے والا
ــــــ "کافر ہوگا" ــــــ تو ایسا کرنے والا اسلام کے نزدیک
خود کافر ہو جاتا ہے۔ مگر

مقاماتِ فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقشِ قدم دیکھتے ہیں

غرضیکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی

وہابی درندے اور سرحدی بھیڑیں

نے پہلے تو سید احمد کو پٹھانوں میں بکمال عیاری پیر و مرشد کی حیثیت سے متعارف کرایا ——— پھر "امیر المومنین" ——— قرار دے کر جہاد کے نام پر پٹھانوں سے ان کی بیعت لی ——— اس طریقے سے بھی ہوسِ اقتدار نہ بجھی تو پھر سید صاحب کو ——— "مامور من اللہ" ——— قرار دے کر تمام مسلمانوں کا ——— "امام برحق" بنا ڈالا۔ اور غضب یہ کیا کہ ان خرافات پر ایمان نہ لانے والوں کے حق میں فتوۂ قتل جڑ دیا۔

وہاں لشکر جرار کے کمانڈر انچیف مولوی اسمٰعیل کا یہ نادر شاہی اعلان عام ہونا تھا کہ ——— مسلم آبادیوں پر خونخوار وہابی درندے ٹوٹ پڑے ——— ہر طرف سنیوں کا قتلِ عام شروع ہو گیا۔ ——— ہائے افسوس! ؎

تم نے تو یہ کہا تھا اجالا کرینگے ہم
تم نے تو سب چراغ گھروں کے بجھا دیئے

سکھوں سے جہاد کا چکر ——— سرحد کے سُنّی مسلمانوں سے ٹکر

؎ یہ کس کافر نے لی انگڑائیاں صحنِ گلستاں میں
قیامت چھپتی پھرتی ہے گلوں کے چاک داماں میں

مختصر یہ کہ ۷ ارجنوری ۱۸۲۶ء کو مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر و مرشد سید احمد رائے بریلی اور مجاہدین کے لشکر جرّار کے ساتھ — گوالیار، اجمیر، سندھ، بلوچستان، قندھار، غزنی، کابل، چار باغ، جلال آباد، اور پشاور ہوتے ہوئے علاقہ "ہشت نگر" پہنچے تھے، جہاں سید صاحب کے "مامور من اللہ" — "امام برحق" — ہونے کا دعوٰی کیا گیا۔ پس یہیں سے مسلمانوں کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ کیا تماشہ ہے کہ — سکھوں کے سارے مرکزی مقامات — امرت سر اور لاہور وغیرہ کو چھوڑ کر، بلکہ پورے پنجاب کو نظر انداز کر کے — صوبہ سرحد — جا کر جہاد کا فریضہ ادا کیا جو — "صحیح العقیدہ سُنی حنفی" مسلمانوں کا گڑھ ہے — جہاں کے پٹھان کٹر مسلمان ہوتے ہیں، اور فرنگیوں کے ازلی دشمن ہیں — کیا غضب ہے کہ یہ وہابی جیالا اُنہیں سادہ لوح مسلمانوں سے جا ٹکرائے — راستے بھر نہ انہیں کوئی ہندو ملا، نہ انگریز نظر آئے اور نہ ہی یہیں وہ سکھ علاقے کے متعلق آئے۔

نم آسمان کی بیٹی ہو اے سمن پیکر

مری زمین پہ کس مصلحت سے آئی ہو؟

اگر وہ سچے مجاہد تھے تو — سکھوں کا قریبی مرکز "امرت سر" تو سامنے ہی تھا — یہیں جہاد کا فریضہ ادا فرمالیا ہوتا — مگر لطف کی بات یہ ہے کہ مجاہدین کے لشکر کی راہ میں تو اتنا بڑا صوبہ پنجاب بھی حائل نہ ہوا جہاں سکھوں کی باقاعدہ حکومت قائم تھی مگر وہابیوں کے عیاری کہ بکمال ہوشیاری سکھوں کے معروف مرکزی مقامات کا باہر ہی باہر

چکر لگایا طواف فرمایا آخر کار سرحد میں آکر" صحیح العقیدہ سُنّی مسلمانوں پر اپنی تیغوں کو آزمایا۔ ——— !واقعی اس طرح فریضۂ جہاد ادا کرنے کے لئے انہوں نے "صحیح مقام" اور "صحیح لوگوں" کا انتخاب فرمایا۔ بھلا ایسا کیوں نہ کرتے کہ اس طرح وہابیوں کو انگریزوں کی وفاداری اور ہندوؤں کی خدمت گذاری کا بھی تو کچھ حق ادا کرنا تھا ——— !

" نظر کے سامنے ہیں گلشنِ عالم کی تاریخیں
وہیں بجلی گری ہے جس گلستاں پر بہار آئی "

وہابی مجاہدوں سے سرحدی سُنّیوں

کی

اعتقادی جنگ



تجھ سے میں کس طرح اظہارِ عقیدت کرتا
لفظ سُوجھے تو معانی نے بغاوت کردی

سرسید احمد خاں نے "وہابیوں کے مسائل کو اچھا نہ سمجھنے کے جواز میں، ــــــ سُنی المذہب ــــــ حنفی پٹھانوں کے عقیدے کی پختگی" کا جو اعلان کیا تھا آپ کی نظر سے پہلے ہی گذر چکا ہے۔ اب اعتقادی اختلاف میں علمائے اہلسنت کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے شیخ محمد اکرم اعتراف کرتے ہیں:۔

"بعض "مخلص" قدیم الخیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریق بلکہ "عقائد" بھی کھٹکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرداران پشاور اور "علما" کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہوگیا ــــــ مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دئے گئے"

ایسا نہ ہو کہ درد بنے درد لا دوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

(موج کوثر صہ ۳۲)

مؤرخ دیوبند کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مجاہدین کے واجب القتل ہونے کے فتوے ــــــ اعتقادی اختلاف ــــــ کی بنا پر دئے گئے تھے ــــــ آخر "مخلص اور قدیم الخیال ہستیوں" ــــــ کو نام نہاد مجاہدوں کے عقائد کیوں کھٹکے؟ ضرور کچھ گڑبڑ گھٹالا اور دال میں کالا تھا ــــــ یہ تو کچھ زیادہ ہی سنگین نوعیت کا معاملہ تھا ــــــ! ورنہ "واجب القتل" ہونے کا فتوےٰ بڑی اہمیت رکھتا ہے ــــــ اور اسے

آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے
سرحدی علمائے کرام میں مجاہدین کی مخالفت کا مرکزی کردار حضرت شیخ
عبد الغفور اخوند سواتی نے ادا کیا:-

"اخوند صاحب سوات کے بہت بڑے پیر
اور ملا تھے حضرت سید احمد بریلوی کے حلقہ ارادت
میں داخل ہو گئے تھے لیکن جب ان کے خلاف وہابیت
کا الزام لگایا گیا تو یہ نہ صرف ان سے علیحدہ ہو گئے
بلکہ عام روایت کے مطابق ان کی مخالفت میں سکھوں
اور پٹھانوں سے مل گئے۔" (مولوی محمد علی قصوری

۔۔۔۔۔مشاہدات کابل و یاغستان ص۶۷)

یعنی اخوند صاحب نے وہابیت کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے
اتحاد کر لیا تھا حالانکہ وہ ابتداء میں سید صاحب سے وابستہ تھے لیکن جب
بہ سربستہ راز کھلا اور قصہ وہابیت کا چھڑا تو اخوند صاحب نہ صرف الگ
ہوئے بلکہ پرزور مخالفت کی غرضکہ آپ کی مخالفت کی وجہ سے مریدین، علماء
خوانین اور عوام بھی مکمل کر دہابیت کے مقابل آ گئے

بے ثمر پیڑوں کو چومیں گے صبا کے سبز لب
دیکھ لینا یہ خزاں بے دست و پا رہ جائیگی

چنانچہ ایک پکے مسلمان خادی خان نے سید صاحب نے جو "جہاد" کیا تھا
اس کی کڑی بھی "اخوند صاحب" سے ملتی ہے:-

"خادی خان شہید حضرت مولانا اخوند عبد الغفور
قدس سرہ کے مخلص مرید تھے۔"

(تذکرہ اکابر اہلسنت از عبدالحکیم شرف قادری ص۲۴۵)

خود مورخ دیوبند بھی اعتراف کرتا ہے:

"زہد و ریاضت کی وجہ سے خادی خان کو بھی اخوند عبدالغفور کے ساتھ عقیدت تھی۔"

(سید احمد شہید — از غلام رسول مہر — ص۴۸۶)

چنانچہ خادی خان نے وہابی مجاہدین سے جنگ کی اور اس معرکہ میں اپنی جان مسلک اہل سنت کی بقا کے لئے قربان کر دی۔

قفس ہے دام ہے بھڑکی ہوئی ہے آتشِ گل بھی
اسی ماحول میں اندازہ پرواز ہوتا ہے

اسی طرح پٹھانوں کے دوسرے مشہور و معروف سردار سلطان محمد خان کی جب وہابی مجاہدین سے جنگ ہوئی تو اس نے بھی اس وہابیانہ اعتقادی اختلاف کو دو ٹوک لفظوں میں یوں بیان کیا:

"جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کا کرشمہ ہیں۔ تم لوگوں کا — عقیدہ برا — اور — نیت فاسدہ — ہے۔ بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو — دل میں امارت کی ہوس ہے۔"

(سید احمد شہید۔ از غلام رسول مہر ص۶۱۴)

پس ثابت ہوا کہ سرحدی مسلمان وہابی مجاہدین کی مخالفت ان کی اعتقادی جدت اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے کی جرأت کی وجہ سے کرتے تھے۔ اسمٰعیل دہلوی کی سرحدی مسلمانوں سے اعتقادی جنگ تھی — سرحد کے علماء اور عوام اسمٰعیلی جہاد اور مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے شدید

متنفر تھے۔ بالفرض محال اگر سید احمد اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عقائد و نظریات کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس طرح ہندوستان و پاکستان ہی نہیں بلکہ سارے عالم اسلام کے مسلمانوں کی اکثریت کو کافر و مشرک قرار دے کر واجب القتل ٹھہرانا پڑے گا لیکن ـــــــ آج کی دنیا میں کوئی ہوشمند تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ـــــــ اور نہ ہی کوئی "قدیم الخیال" مسلمان ایسی جسارت کر سکتا ہے جس کے سامنے پہلے ہی سے یہ قانون شریعت موجود ہے کہ:۔

"چاروں برحق اماموں کا زمانہ قرون ثلاثہ رہا ہے جس کی خیریت اور خوبی کی خبر سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ـــــــ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عطا کی ـــــــ بارہ سو سال سے تمام دنیا کے مسلمان ان کی پیروی کر رہے ہیں۔ ـــــــ اس عرصہ میں ہزار ہا علماء اسلام اُن حضرات کے بیان کردہ ہر ہر مسئلے کو بار بار پرکھ چکے ہیں۔ اور اس پر مہر تصدیق لگا چکے ہیں۔ ـــــــ ان حضرات کو چھوڑنا اور آٹھویں یا بارھویں صدی کے کسی فرد کو اپنا معتمد اپنانا ـــــــ کہاں کی دانشمندی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ "سوادِ اعظم" کا ساتھ دو ـــــــ بلکہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:۔

ـــــــ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی"

(از ید ابو الحسن فاروقی، مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویت الایمان، مطبوعہ دہلی سنہ ۱۹۸۴ء، ص۶)

لیکن وہابیہ کے نزدیک:۔

" ان انگلیوں کو چومنا بھی بدعت میں شمار ہو
وہ جن سے خاک پہ نمو کی آیتیں لکھی گئیں "

مسلم کش جہاد میں ہندؤوں کی معاونت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا تھا:

"یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان"

وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور مشرکوں کو چھوڑیں گے

(صحیح بخاری بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ عرب میں خارجیوں نے نجدیوں اور وہابیوں نے "بت پرستوں" کو نظر انداز کر کے ـــــ "اہل اسلام" ـــــ کو قتل کیا ـــــ مگر "ہندی وہابیوں" نے اس سے بھی پانچ جوتے آگے بڑھ کر قدم رکھا ـــــ یعنی خون مسلم بہانے کے لئے ـــــ کافروں، مشرکوں اور بت پرستوں سے مدد لی۔

جی ہاں یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ:۔

"مولوی اسمٰعیل دہلوی کا پرسنل سیکرٹری منشی "ہیرالعل" تھا۔ اور ایک ہندو سپاہی ـــــ "راجرام" ان کا معتمد خاص تھا ـــــ جو توپ خانہ کا انچارج ہوا۔ ـــــ اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ (مسلمان پٹھان) درّانیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے ـــــ حیات طیبہ صفحہ ۴۳-۴۲)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ـــــ "ہیرالعل" ـــــ اور "راجہ رام" ـــــ جیسے کافر و مشرک، دشمنانِ اسلام ہندو۔ جس کے سیکرٹری

اور معتمد خاص تھے وہ کافر نواز مجاہد، بھلا کس کے خلاف جہاد کرنے چلا تھا ــــــــــ؟

توپ خانہ کے انچارج ــــ راجہ رام ــــــ نے بھلا اس بھرتی سے کس کے خلاف گولہ اندازی کی ــــــ؟؟

شاید اسمٰعیل دہلوی صاحب در اصل انہوں ہی کو سکھ سمجھ بیٹھے تھے ــــ نیز "ہیرا لعل" اور راجہ رام" کو سید صاحب پکا سچا مومن مسلمان تصور کرتے تھے! ــــــــ

اے آسمان ٹوٹ پڑــــــــــ اے زمین پھٹ جاــــــ!

کہ اسلامی جہاد کے نام پر مسلمانوں کا ایسا قتل عام تو کبھی نہ ہوا تھا ــــــ!! تاریخ آج تک ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے اس خباثت کا کوئی جواب نہیں ــــــ دوسری بات یہ ہے کہ ــــــ اگر سکھوں سے جہاد کرنا مقصود تھا تو پنجاب کا رخ کیا ہوتا ــــــ بھلا سرحد میں یہ درندے کیوں در آئے؟

صرف اور صرف غیور مسلم پٹھانوں کے خون ناحق سے اپنی تلواروں کی پیاس بجھانے کے لئے ــــــــ اور وہ بھی ہندو سپاہیوں اور مہاجنوں کی پشت پناہی کے ساتھ ــــــ!!! جی ہاں! ــــــ اس انتظام اور تیاری کے ساتھ کہ ان مسلم کش سورما مجاہدین تک ــــــ "ترسیل زر" ــــــ کا سارا انتظام ہی ہندو بنیا گیری کے بل بوتے پر چل رہا تھا ــــــ!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے مبارک محاسن تھے جنہیں ظاہر کر کے ہندو مہاجنوں کی ہمدردیاں حاصل کی گئی تھیں جبکہ

ہندوؤں کو ـــــ "سکھا شاہی" ـــــ سے تو کچھ پرخاش بھی نہ تھی ۔!!؟

پھر بھلا کافر مہاجنوں نے اس ـــــ "جہاد اسلام" ـــــ میں
سید صاحب کی معیشت بحال رکھنے کا بیڑا کیوں اٹھایا ـــــ ؟؟؟
جسے آخر آخر وقت تک بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا ـــــ !!!
تاریخ کے مسخ کرنے والوں سے یہ تاریخ ہی کے محیر العقول سوالات
میں جو آج تک تشنۂ جواب ہیں ۔ حاشیہ

لیجئے خود وہابی محقق و مؤرخ سے اس کی تفصیل سنئے :۔

"یہ دونوں کام "ترسیل زر" کی زنجیر کی مضبوط کڑیاں
تھے اور یہ امر قابل توجہ ہے ـــــ "ہندو مہاجنوں"
ـــــ کے ذریعہ یہ انتظامات ہوئے تھے ۔
پٹنہ کے رام کشن ، فتح چند ، اور منوہر داس ـــــ
دہلی کے جگن ناتھ اور مکوند لال ـــــ بنارس

حاشیہ ہذا ۔ مولینا غلام رسول مہر وہابیہ کے مایہ ناز مؤرخ سمجھے جاتے
ہیں انہوں نے بڑی عیاری سے تاریخ کو غلط رنگ دیتے ہوئے ہزاروں صفحے
رنگ ڈالے مگر ان سوالات کا جواب مہیا نہ کر سکے اس ـــــ مولینا ـــــ
کی تاریخ نویسی کا یہ گھناؤنا پہلو بھی سامنے آیا کہ اس زمانے کی سب سے زیادہ مستند
ـــــ تاریخ تناولیاں ـــــ سے مجرمانہ اغماض برتا ـــــ
باوجود یادوہانی کے اسے نظر انداز کیا ۔ اور عذر یہ پیش کیا کہ عنقا ہے حالانکہ مہر
کے بعد مولینا بے مہر کے کتب خانے سے یہ تاریخ برآمد ہوئی اور آج بھی ہر جگہ
دستیاب ہے ـــــ
(مقدمہ تاریخ تناولیاں)

کے لال چند کرم سنگھ، سامنت رائے اور شیو بخش
اور منورا ــــ سرحد کے سنبو اور موتی کے
نام موجود ہیں ــــ پٹنہ سے ایک لاکھ کی رقم صرف
ایک مہاجن منوہر رام کی معرفت بھی گئی تھی ''
("ہندوستان میں وہابی تحریک" - انڈاکٹر قیام الدین احمد ص۱۹۱)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ــــ اگر یہ جہاد اسلامی تھا تو اس مہم جوئی میں ہندوؤں سے کیوں مدد مانگی گئی؟ ــــ اور بت پرستوں کو اسلامی لشکر کے بڑے بڑے عہدوں پر کیوں فائز کیا گیا ــــ؟؟ مولوی حسین احمد مدنی اس کا جواب دیتے ہیں :-

" سید صاحب کا ہندو ریاستوں کی مدد اور شرکت
جنگ کی دعوت دینا ــــ اور اپنے توپ
خانے کا افسر اعلیٰ راجہ رام راجپوت کو مقرر کرنا خود
اس کی دلیل ہے کہ ــــ آپ ہندوؤں کو اپنا
محکوم نہیں بلکہ شریک حکومت بنانا چاہتے تھے۔
(حسین احمد مدنی نقش حیات ج ۲ مطبوعہ کراچی ص۴۲۲)

دیکھا آپ نے ؟ ؎

" خود آج اپنے دام میں صیاد آگیا "

ــــ سید صاحب کے شریک حکومت ہندو ــــ

اور اس کے لئے جہاد کیا گیا مسلمانوں سے ، مسلمانوں ! ــــ للہ ذرا سوچو تو سہی کہ یہ کس قسم کا جہاد تھا ــــ یہ تو سراسر فساد تھا ــــ
حسین احمد مدنی کا بیان آپ کے سامنے ہے تو پھر اگر یہ جہاد ہندؤں

اور وہابیوں کی مشترکہ حکومت قائم کرنے ہی کے لئے تھا ——— تو بھلا پھر "اسلام" بیچارے کو بیچ میں کیوں رگید اگیا ——— ؟ ———

ذرا سوچو تو سہی کہ اس کے بعد سید صاحب کے ——— "اسلامی حکومت" ——— قائم کرنے کے دعوے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ؟

اور اس کے حصول کے لئے اپنی ——— "امامت و خلافت" ——— کا جو چکر چلایا ——— اسے سوائے "فراڈ" کے اور کیا کہا جائے گا ——— ؟

غرض کہ اس نام نہاد جہاد کے سلسلے میں ایسی متضاد باتیں سامنے آتی ہیں جنہیں پڑھ کر اچھے خاصے مسلمان کو وحشت ہونے لگتی ہے کہ بھلا یہ کیسا جہاد تھا جو انگریزوں کی پشت پناہی سے اور ہندوؤں کی امداد کے سہارے چل رہا تھا لیکن آج کے دور کا المیہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ ہی فروغ پا رہا ہے اسی فریب کے تحت آج کے اسکولوں کالجوں اور کلیات و جامعات کے نصاب اسی "فراڈ" کے مطابق مدون ہوئے ہیں جو نئی نسل کو گمراہ کر رہے ہیں ——— اس تلخ حقیقت کو سب سے پہلے مشہور مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے محسوس کیا اور ایک اجلاس میں برملا اعتراف کیا :۔

> "اب تک جو تاریخ لکھی گئی ہے وہ سب یکطرفہ ہے"
> ان کی مراد پاک و ہند کی اس تاریخ سے تھی جو سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی اور بعض دیگر علماء کے حوالے سے لکھی گئی۔

میں تو چپ تھا مگر اب موج صبا کے ہاتھوں
پھیلی جاتی ہے ترے حسن کی خوشبو ہر سو

شیعوں سے پیار

ہندوؤں سے تو ان وہابی مجاہدین کی ملی بھگت کا احوال تو پڑھ لیا اب ذرا آپ ان کی ـــــ شیعوں ـــــ کے ساتھ عقیدت مندی کی داستان بھی سن لیجئے :۔

"شیعوں سے کچھ پرخاش تو تھی ہی نہیں کہ خواہ مخواہ
انہیں ستاتے اور ان پر حملے کرتے ـــــ
پیارے شہید تو اکثر اپنے وعظ میں شیعوں اور شیعی
مذہب کا ادب سے ذکر کرتے تھے"

بس دشمنی تھی تو حنفی المذہب اہلسنت سے تھی ورنہ ـــــ "پیارے شہید" ـــــ کو "شیعوں" کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور "ہندوؤں" سے تو ربط خاص تھا ـــــ اور "انگریز" تو تھے ہی ان کے مربی و مہربان آقا۔!

" ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے "

چنانچہ سید ایسٹ کمپنی کی انگریزوں سے، ہندوؤں سے اور شیعوں سے غرض سب سے الفت و محبت اور دوستی کے رشتے ناطے تھے بس تھی تو صرف اور صرف سنی مسلمانوں سے پرخاش تھی۔

چنانچہ ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب وہ سرحد پہنچ کر ابھی خون
آشام تلوار نیام سے باہر نکال کر لہراتے ہیں اور ـــــ سنی مسلمانوں
ـــــ کے خلاف اپنے پہلے جہاد کا اعلان فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف وہابی جہاد

پھول بننے کی خوشی میں مسکراتی تھی کلی
کیا خبر تھی یہ تغیر موت کا پیغام ہے

فقیہہ اعظم دیوبند ارشاد فرماتے ہیں:۔

" سید صاحب نے پہلا جہاد ـــــ مسمی
یار محمد خاں ـــــ حاکم یاغستان سے کیا تھا "

(تذکرۃ الرشید ج: ۲ ص: ۲۷۰)

اور یہ تو سرسید احمد خاں کے بیان سے پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے
کہ ـــــ " حاکم یاغستان ـــــ سنی المذہب حنفی مسلمانوں کا نمائندہ
تھا " پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ـــــ " فقیہہ اعظم دیوبند " ـــــ نے
اس پر ـــــ " جہاد " ـــــ کا اطلاق کیسے کر دیا ؟ ـــــ " جہاد "
تو غیر مسلموں سے ہوتا ہے بہر حال ؎

" جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے "

مسلمانوں کے خلاف لفظ " جہاد " کا استعمال اگر ـــــ " فقیہہ اعظم
دیوبند " ـــــ کے قلم سے نہ ہوگا تو پھر کسی ـــــ ہندو یا انگریز ـــــ

کے قلم سے ہوگا ــــــ اور جہاد بھی کیسا؟ ــــــ "مسلم کش کامیاب جہاد" ــــــ !!! جس کی مبارک تفصیلات بیان کرتے کرتے کبھی نہیں تھکتے ــــــ کچھ آپ بھی سنئے :۔

"مولانا شہید نے فوراً وہ دونوں توپیں درانیوں کی طرف پھیر کر فیر کرنے شروع کئے ــــــ
ــــــ ایک وفادار ہندو جو مولانا شہید پر فریفتہ تھا گولہ اندازی پر مقرر ہوا اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ درانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے ــــــ
ــــــ ادھر مولانا شہید ان پر ٹوٹ پڑے جتنے درانی (مسلمان) مارے گئے ان کی تعداد ٹھیک معلوم نہیں ــــــ ہاں جن مردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے وہ چار سو سے زیادہ تعداد میں تھے۔"

(حیات طیبہ صفحہ ۳۳۱-۳۳۲)

مخز یزید کا جوش جہاد ملاحظہ فرمایا کہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو قتل کرایا ــــــ اس طرح نہ اسلام گیا، نہ ایمان پر حرف آیا ــــــ بھلا کوئی بتائے کہ ان چار سو سے زیادہ مسلمانوں کا خون ناحق کس کی گردن پر آیا ــــــ؟؟؟

بہرحال اگر کسی کے دل میں ذرا سی بھی غیرت ایمانی موجود ہے تو وہ مسلمانوں کے خلاف سید صاحب کا جذبہ جہاد ملاحظہ کرے :۔

"خود توپ گھما کر ایک اونچی جگہ پر لائے ــــــ
خود شست باندھی ــــــ پہلے ہی گولے میں دو سو اڑ گئے"

(سید احمد شہید از غلام رسول مہر صفحہ ۲۵۲)

ایک ایک وار میں دو دو سو مسلمانوں کو اڑانے والا ـــــ قاتل اسلامیان ـــــ بھلا کس طرح ـــــ خادم اسلام ـــــ ہو سکتا ہے؟ جس نے مسلمانوں پر ایک دو بار نہیں بلکہ نو بار اس قسم کی چڑھائی کی۔

اس طرح سید صاحب اسلام کی ـــــ "نشاۃ ثانیہ" ـــــ فرماتے رہے ـــــ اور اس کے صلہ میں مسلمانوں کے مال و اموال لوٹتے رہے۔

بہار میں بھی نہیں کوئی شاخِ گل محفوظ
چمن کا حسن ہے مفلس کی آبرو کی طرح

مسلمانوں کا مال سید صاحب کے لئے "مال غنیمت" تھا

جی ہاں! سنئے :-

"مولانا نے ـــــ مال غنیمت ـــــ جمع کرایا" "مال غنیمت" میں یار محمد خاں کے کچھ کاغذات بھی ملے"

(سید احمد شہید ص ۲۷۵-۲۷۶)

اسلام نے تو مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کر دیا ہے مگر یہ کیسا مجاہد ہے جو مسلمانوں کے مال و اموال کو اپنے لئے ـــــ مال غنیمت ـــــ سمجھتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۰

سردار سلطان محمد خاں سے جہاد

ہم کبھی نہ چھوڑیں گے بات برملا کہنا
ہاں نہیں شعار اپنا درد کو دوا کہنا

۱۸ ربیع الاوّل ۱۲۴۲ھ کو حاکم پشاور سلطان محمد خان کے نام ایک اطلاع نامہ بھیجا اس کے جواب میں سردار موصوف نے دوٹوک جواب دیا۔

" تم لوگوں کا ——— عقیدہ برا ——— اور
——— نیت فاسد ——— ہے۔ بظاہر فقیر
بنے بیٹھے ہو دل میں امارت کی ہوس ہے "۔

(سید احمد شہید از غلام رسول مہر ص۱۱۳)

سلطان محمد خاں کے اندیشے صحیح ثابت ہوئے چنانچہ ۱۲۴۶ھ سید احمد نے سلطان محمد خاں کی عملداری ——— پشاور اور کوہاٹ پر چڑھائی کر دی ——— اس مہم میں دو ہزار مسلمانوں کو وہابیوں نے شہید کیا اور ایک ہزار مسلمان مجروح ہوئے آخر کار سلطان محمد خاں کو شکست فاش ہوئی!

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے۔ تواریخ عجیبہ ص۱۳۹، جعفر تھانیسری)

انگریزوں اور سکھوں کے مشترکہ دشمن

سردار پائندہ خاں کے ساتھ جہاد

انگریزوں کی پشت پناہی اور ہندوؤں کی سرپرستی سے جب "مسلم کش جہاد" کامیابی سے ہمکنار ہوا تو "خونخوار وہابیوں" کے حوصلے اس قدر بلند ہو گئے کہ وہ یکے بعد دیگرے مسلم آبادیوں کو تہس نہس کرنے لگے۔

حاکم یاغستان کے بعد مجاہدوں کا دوسرا شکار ۔۔۔۔۔ سردار پائندہ خان ۔۔۔۔۔ تھا "تاریخ تناولیاں" میں ہے ۔

"لشکر سکھاں نام پائندہ خاں سے مانند بید تھرتھراتے تھے ۔" (صفحہ ۱۱۴)

کیا ستم ہے کہ سردار پائندہ خاں جیسے سکھوں کے جانی دشمن کو محض اس لئے کافر قرار دے کر قابل گردن زدنی ٹھہرایا گیا کہ اس نے دہابیت کے نام پر بیعت نہ کی تھی ۔۔۔۔ جی ہاں! سید صاحب کی بیعت نہ کرنے کی یہ سزا کہ پورے قبیلے کو تہ تیغ کر دو اور پھر لطف یہ کہ مسلمانوں کے اس قتل عام کو جہاد کا زریں نام دے دو ۔

ع یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

اسلام کے نام پر اس سے بڑھ کر عیاری مکاری اور فریب کاری بھلا اور کیا ہو گی کہ صرف بیعت نہ کرنے کے قصور میں دشمن کفار، مسلم سردار پائندہ خاں سے جنگ کی ۔۔۔ اس کے علاقہ کو تاراج کیا ۔۔۔۔ اس پر غاصبانہ قبضہ جمایا ۔۔۔۔ اور اس تمام کارروائی کو عین اسلام قرار دیا جی ہاں! اگر یقین نہ آئے تو اس زمانہ کی سب سے زیادہ مستند "تاریخ تناولیاں" پڑھیئے اور سر دھنیئے ۔ چنانچہ تاریخ کے اپنے الفاظ ہیں :

"بنظر مصلحت خلیفہ موصوف بمعہ اسمٰعیل بمقام موضع عشرہ، پائندہ خاں سے ملاقی ہوا اور وقت ملاقات خلیفہ نے کمال چرب زبانی وشیریں بیانی سے تذکرہ بیعت کا چھیڑا مگر سردار موصوف نے سوائے لعنت بھیجا

جواب صاف نہ دیا .... القصہ پھر تو
خلیفہ نے نسبت پائندہ خاں تنولی کفر کا دیکر مع
مولوی محمد اسمٰعیل لشکر نمازیاں بہ ہمراہی سربلند خاں
و ممدد خاں بعزم جنگ " پائندہ خاں" پر بھیجا"

(تاریخ تناولیاں صفحہ ۴۹)

اس طرح سکھوں سے جہاد کرنے کے بجائے "وہابی مجاہدین" سنی مسلمانوں کے خلاف مشق جہاد فرمانے لگے ــــــ اگر اس جوش جہاد یعنی شوق فساد کے خلاف کوئی سر اٹھاتا تو اس کا سر کچل دیا جاتا۔ چنانچہ اگر کسی پٹھان سردار نے سنی پٹھانوں پر اس ظلم و تشدد کے خلاف ذرا سا احتجاج کیا تو خونخوار وہابی مجاہد اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پٹھان سردار کے پورے قبیلے کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

یہی نیرنگ عالم ہے تو پھر اک دن اندھیرا ہے
زمیں میں کیسے کیسے چاند پنہاں ہوتے جاتے ہیں

چنانچہ بڑی ارزانی سے پانی کی طرح خون مسلم بہایا گیا! ــــــ مسلمانوں کی املاک کو لوٹا گیا! ــــــ مسلم خواتین کی عزت و ناموس کو سر عام نیلام کیا اور ستم یہ کہ یہ سب کچھ نفاذ اسلام کے نام پر ہوا! ــــــ !!!
سید صاحب جو بزعم خود وہابیوں کے ــــــ "امیر المومنین" بنے بیٹھے تھے ــــــ مسلمانوں سے جنگ کو ــــــ "جہاد فی سبیل اللہ" قرار دیتے تھے۔ اور اس میں حاصل شدہ مال کو ــــــ "مال غنیمت" گردانتے تھے کیونکہ وہ سرحدی مسلمانوں کو حقیقی کافر و مشرک جانتے تھے ورنہ ــــــ "مال غنیمت" ــــ کی اصطلاح استعمال نہ کرتے

کیونکہ اسلام نے تو مسلمانوں پر مسلمانوں کی عزت و آبرو مال و دولت اور خون کو حرام کر دیا ہے مگر سید صاحب کو سرحدی مسلمانوں کا خون بہا کر الٹی خوشی ہوتی تھی۔ انتہا یہ ہے کہ سید صاحب سکھوں کی شکست سے اسقدر خوش نہیں ہوتے تھے جس قدر مسلمانوں کی تباہی سے مسرور ہوئے تھے ـــــ مسرت کی انتہا دیکھئے کہ مسلمانوں کی تباہی پر دوگانہ شکر ادا کیا ـــــ جی ہاں! ـ ـ ـ ـ جب سکھوں کو جنگ اکھوڑہ میں شکست ہوئی تو سید صاحب نے نماز شکرانہ ادا نہ کی مگر اس کے برعکس ـــــ "جنگ زیدہ" ـــــ میں سرحدی مسلمانوں کو شکست ہوئی تو :۔

"پنجتار پہنچے ہی سید صاحب نے سب سے پہلے
مسجد میں جاکر دوگانۂ شکر ادا کیا"

(سید احمد شہید صـ۴۵۳)

یہ وہی سید صاحب ہیں نا ـــــ جنہیں سکھوں سے جہاد کرنے کا خدا کی طرف سے "الہام" ہوا تھا ـــــ لیکن اب حالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے کامیاب قتلِ عام پر نماز شکرانہ ادا فرما رہے ہیں ـــــ! معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کو "امیر المؤمنین" کہنے والوں کی مت ماری گئی ہے کہ وہ سید صاحب کی ہر حرکت کو ادائے دلبری قرار دے رہے ہیں ـــــ خباثت کو بھی کرامت کہہ رہے ہیں اور اب تک یہ عالم ہے کہ

تا رتِ نہ تاب زندگی سے ہو گئی رخصت
ابھی تک لوگ زیرِ سایۂ دلوار بیٹھے ہیں

سکھوں سے زیادہ خطرناک سنی حنفی مسلمان

منجدھار تک پہنچنا تو ہمت کی بات تھی
ساحل کے آس پاس ہی طوفان بن گئے

اس سلسلے میں یہ عجب فلسفہ پیش کیا کہ پہلے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جائے پھر سکھوں سے نمٹا جائے گویا کہ سکھوں سے زیادہ خطرناک دشمن ـــ سنی حنفی مسلمان ـــ ٹھہرے ـــ پہلے انہیں ٹھکانے لگایا جائے ـــ بھلا برادر کشی کی اس سے بدتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے

؎ وہیں پر برق گرتی ہے جہاں اپنا نشیمن ہو
کہاں تک اب بھلا ہم روز شاخ آشیاں بدلیں

انوکھا سید بھلا یہ کیسا سید تھا جو سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی کافر و مشرک پر بڑھ کر حملہ نہ کیا مگر یہ جب بھی کرتا تھا سچے پکے مسلمانوں پر چڑھائی کرتا تھا ـــ مسلم آبادیوں پر سوتے میں شب خون مارنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا ـــ کہ حنفی مسلمانوں کا خون بہا کر بڑا خوش ہوتا تھا ـــ سنی مسلمانوں کی شکست پر سجدۂ شکر ادا کیا کرتا تھا ـــ ان کی املاک کو مال غنیمت قرار دے کر لوٹتا تھا ـــ ان کی مجبور مسلم خواتین پر قبضہ جما کر ان پر تصرف بے جا کرتا تھا ـــ

"دیوانے اس بہار کو کیا نام دیں کہ جب
صحرا تمام خون کا دریا دکھائی دے"

اسمٰعیل کی دہشت گردی

مسلمانوں کی پر امن بستیوں میں اس خونخوار درندے نے جو تباہی مچا رکھی تھی اس کی وجہ سے :۔

"اس کا ایسا خوف چھایا ہوا تھا کہ درانیوں کی عورتیں اپنے بچوں کو اسمٰعیل کے نام سے ڈراتی تھیں"

(تاریخ تناولیاں)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شفقت و محبت کا یہ عالم کہ وہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کو گود میں لے کر چومیں، پیار کریں اور اپنے سینے سے لگائیں ــــــ اس کے برعکس اس ظالم خونی بلا کے نام سے مسلم خواتین اپنے معصوم بچوں کو ڈرائیں اس سے زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ۔ ــــــ اکابرین دیوبند پھر بھی اس خونخوار عفریت کے خونی کارناموں کو سراہیں! ــــــ مسلمانوں کے قاتل کو "موحد اعظم" کا سنہرہ تاج پہنائیں اس کے اعزاز میں جلسے کرائیں ــــــ اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لئے سیمنار سجائیں ــــــ اور خدا اور رسول سے ذرا نہ شرمائیں)

بہر حال حکومت کے زور پر سنی پٹھانوں کو وہابیت قبول کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا مگر سنی پٹھان کسی طرح عقائد اہلسنت سے انحراف پر آمادہ نظر نہ آتے تھے

ٹوک دیتے ہیں مجھے ہر کرم بے جا پر
تیری محفل میں گنہگار تک آ پہنچے ہیں

یہ دیکھ کر کہ پٹھان ان کے آگے سر نہیں جھکاتے، وہابی عاملوں نے ان پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے اس سلسلے میں مورخ وہابیہ

شیخ محمد اکرم کی تصدیق ملاحظہ فرمایئے :۔

"ایک موقع پر مذکورہ جماعت کے ایک قاضی سید محمد جہاں کے اس ارشاد پر کہ ____ جو اہل رسوم، خدا اور رسول کے خلاف، باپ دادا کی ریت پر چلتے ہیں وہ عملاً ____ کافر ____ ہیں ____ (اس ارشاد پر) کسی نے کہہ دیا کہ ____ "منیۃ المصلیٰ" ____ میں اہل رسوم کو کافر نہیں کہا گیا تو اس کا جواب گھونسوں سے دیا گیا اور قاضی موصوف نے اس وقت تک معترض کو نہ چھوڑا جب تک اس نے دوبارہ کلمہ نہ پڑھ لیا ____ بالفاظ دیگر اسے مسلمان نہ بنا لیا گیا۔"

(موج کوثر ص۳۱)

"اور دنیا سے بھلائی کا صلہ کیا ملتا
آئینہ میں نے دکھایا تھا کہ پتھر برسے۔"

زبردستی نکاح ہیوگاں

اس طرح دیتے ہیں دادِ حُسن گل
توڑ کر رکھتے ہیں گُلدانوں میں لوگ

نوساختہ اسلام کی "خود ساختہ شریعت" ــــــ کو نافذ کرنے والے وہابیوں نے جس طرح راسخ العقیدہ، سنی حنفی مسلمانوں کے ــــــ "قتل عام" کو "جہاد فی سبیل اللہ" قرار دیا تھا بالکل اسی طرح پٹھانوں کی نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے راستوں سے اٹھا کر لے گئے اور ایک طرفہ طور پر ان سے "نکاح کر کے وصل کا شوق پورا فرمالیا" ــــــ اور اس جرم قبیح کو احیائے سنت کا "مقدس نام عطا فرما دیا" ــــــ اور لطف یہ کہ بڑے خشوع و خضوع سے علمائے دیوبند نے اس شیطانی فعل پر اپنی زریں مہر تصدیق بھی ثبت فرما دی۔ ــــــ بھلا اس ڈھٹائی کا کیا کہنا! لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حالانکہ شریعت کی رو سے ــــــ انعقاد نکاح کے لئے ــــــ "طرفین کی رضامندی" ــــــ اور ــــــ دو گواہوں کے روبرو ــــــ "بلا جبر و اکراہ" ــــــ "ایجاب و قبول" ــــــ شرط ہے!!

لیکن وہابی مجاہدین نے تو کھلم کھلا ان اصول شرع کے خلاف بغاوت کر دی۔ اپنی شریعت خبیثہ کا بالجبر اعلان کرتے ہوئے وہابی شہید سے مسلمان دوشیزاؤں کی عفت و عصمت کا سر عام پردہ چاک کر رہے تھے اور خدا اور رسول سے ذرا نہیں ڈر رہے تھے ــــــ جی ہاں!

"دیکھا گیا کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جا رہی ہیں۔ مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھا لیا۔"

(حیات طیبہ صفحہ ۲۹۲ مرزا حیرت دہلوی)

مفتیان دیوبند بتائیں کہ ــــــ اگر یہ نکاح ہے تو پھر ــــــ

—— "زنا بالجبر" کسے کہتے ؟

شہوت و بربریت سے بے قابو مجاہدین معصوم دوشیزاؤں پر اپنی جبر و تشدد کا خوفناک مظاہرہ کر رہے تھے ، اس سلسلے میں مجبور والدین کو ڈراتے دھمکاتے اور اپنے نفس کی آگ بجھانے کے لئے بزور شمشیر بیچاری لڑکی کو کھینچ کھانچ کر مسجد میں لے جاتے اور وہاں جا کر خود ہی یکطرفہ طور پر اعلان فرما دیتے کہ —— "بدولت نے اس مسکین دوشیزہ کو اپنی زوجیت میں قبول فرما لیا ہے بالفاظ دیگر اپنی ہوس کاری کا نشانہ بنا کر زنا بالجبر کا شوق پورا کر لیا ہے —— اس فعل بد کی بیہودہ تفصیلات بتاتے ہوئے ان کے اپنے مداح مؤرخ مرزا حیرت بغیر کسی حیرت کے لکھتے چلے جاتے ہیں : —

"ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو
—— مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں کہ
نہیں —— ہونا چاہیئے —— آخر
ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے تھے
اس کے سوا ان کو چارہ نہ تھا —— !"

(حیات طیبہ صفحہ ۳۵۵)

وہابی مؤرخ کی اس مختصر سی عبارت میں مجبور لڑکیوں کی کس قدر "دردناک داستانیں" —— اور وہابی مجاہدین کی کتنی —— "شرمناک روداد یں" —— پوشیدہ ہیں —— ! —— !! —— !!!

"ٹوٹتی کلیوں کے ماتم میں ہوا روتی رہی
پھول کے چہرے پہ لکھی ہے کہانی رات کی

شریعت کی پردہ دری اور مسلم مستورات کی اس بے عزتی پر مولینا عبید اللہ سندھی چپ نہ رہ سکے اور یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ :-

" خرابی یہ ہوئی کہ امیر شہید کے دعوئے خلافت
کی اشاعت کرنے والے ہندوستانی اپنی حاکمانہ
قوت دکھا کر بہ جبر افغان لڑکیوں سے نکاح کرنے لگے۔
(شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص۱۰۱)

غرضکہ بد دین وہابیوں کی ہوس کاری کے کس قدر تاریخی حوالے دیئے جائیں پھر بھی ایمان و آگہی سے محروم وہابی نواز مورخین نہ اس حقیقت کو مانتے ہیں نہ مانیں گے بہرحال مجاہدین کی اس بہادری کی داد دیجئے کہ یہ مجاہدین اسلام ظالم سکھوں سے زور آزمائی کرنے گئے تھے لیکن غریب مسلمانوں کی کمزور لڑکیوں پر زور آزمائی فرمانے لگے واہ ری مجاہدانہ مسلمانی غرضکہ زبردستی شادیاں رچانے کے جہاد میں جو مصروف ہوئے تو مجاہدین کو نہ تقویت الایمان کی تبلیغ یاد رہی اور نہ سکھوں کے خلاف جہاد کا الہام " یاد رہا۔ بقول شاہ نصیر :-

کلام اللہ کی صورت ہوا دل ان کا سیپارہ
نہ یاد آئی حدیث ان کو نہ کوئی نص قرآنی

اپنی عورتوں کے سلسلے میں

سیّد صاحبؒ کی مصلحت کوشی

سید صاحب یوں تو نکاح بیوگان کا بڑے زور و شور سے پرچار کیا کرتے تھے اور اس کے نفاذ کے لئے جہاد کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے مگر اپنی عورتوں کے بارے میں بڑے مصلحت کوش واقع ہوئے تھے۔ جی ہاں —— ذرا دیکھئے تو سہی "پنجتار" پہنچ کر مایوسی کے عالم میں اپنی خود کی بیویوں کو کیا وصیت فرما رہے ہیں کہ:۔

"اگر اس جہاد میں میرا جام حیات لبریز ہو جائے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ حرمین شریفین چلی جاؤ اور کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرو"

("سید احمد شہید" صفحہ ۵۰۲ از غلام رسول مہر)

دیکھا آپ نے؟ —— آخر وقت سید صاحب نے کیسا ظلم ڈھایا شریعت وہابیہ پر یہ وصیت تک نہ فرمائی کہ تم میں سے بعض نوخیز و نوجوان ہو —— میرے بعد —— "نکاح ثانی" —— کا فریضۂ اول ادا کرنا اور جہاں تمہارے نئے شوہر تمہیں رکھیں وہاں خوش خوش رہنا —— ساری زندگی مجھ ضعیف کی موت کا غم لئے نہ بیٹھی رہنا کہ یہ انتہائی شرک و بدعت ہے —— لیکن کیا غضب ہے کہ یہ شرک و بدعت تو صرف سرحدی دوشیزاؤں پر لاگو ہوتی تھی —— لیکن اب معاملہ

دوسرا اعتاد ـــــــ دوسروں کی رانڈ بیواؤں سے زبردستی نکاح ثانی کر کے احیاء سنت کرنے والے مصلح ملت اب اپنی خود کی جوان بیواؤں کو حرمین شریفین میں بقیہ عمر اللہ اللہ کرتے گذار دینے کی تلقین فرما رہے تھے اور خود اپنی خانہ ساز شریعت سے بھی نہیں شرما رہے تھے چنانچہ اس دار فانی سے کوچ کر جانے کے بعد وہابی پیر کی بیویاں ـــــــ سیدہ ولیہ ۱۶ سال ـــــــ سیدہ زہرہ ۲۲ سال ـــــــ اور سیدہ فاطمہ ۹ سال کے طویل عرصہ تک بیوہ رہنے کے گناہ میں مبتلا رہیں اور سید صاحب کے عذاب قبر میں مستقل اضافہ کا باعث بنی رہیں! ـــــــ!! ـــــــ!!!

آخر شریعت وہابیہ نے اس طرح خود اپنے گھر ہی میں دم توڑ دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مسلمانوں سے آخری جہاد

کیسے کر سکتی ہے اس ظلم کو تاریخ معاف!
میرا گھر لوٹنے والے مرے ہمسائے تھے!

مسلک وہابیہ کی رو سے دنیا کے تمام "سنی مسلمان" ــــــــ
بدعتی، مشرک، کافر اور لائق گردن زدنی ہیں۔ ان کے مسلک میں جو شخص ان
کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم نہ کرے وہابیہ کے نزدیک اس کا قتل واجب اور
کارِ ثواب ہے۔

چنانچہ سب سے آخر میں سید صاحب نے علاقہ ــــــ "پنجتار"
کے رئیس فتح خانصاحب پر "جہاد" ٹھونسا جس میں بڑی بہادری سے وہابی
مجاہدین نے سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا لیکن افسوس انہوں نے یہ نہ سوچا
کہ

جو جلاتا ہے کسی کو خود بھی جل جاتا ہے ضرور
شمع بھی جل جاتی ہے پروانہ جل جانے کے بعد

لہٰذا جب پٹھانوں پر وہابی مجاہدین کے مظالم کی انتہا ہوگئی اور انہیں
یقین ہوگیا کہ جن کو ہم نے ــــــ "مجاہدین اسلام" ــــــ سمجھ کر ہر ممکن
مدد دی، وہی ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کے لاگو ہوگئے انتہا
یہ کہ ہمارے دین و ایمان تک کو غارت کردینے پر تلے ہوئے ہیں تو سارے
پٹھانوں نے مل کر خونخوار وہابیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھرپور
اجتماعی کوشش کی آگے کی داستان مولانا عبید اللہ سندھی کی زبان سے سنئے۔

"چنانچہ ایک معین رات میں امیر شہید کے تمام مقرر
کردہ اہل مناصب قتل کر دیئے گئے اور حکومت کا
خاتمہ ہوگیا۔
امیر شہید اس واقعہ سے کہ قاضی، مفتی، حاکم سپاہی غرض
کہ ساری جماعت قتل کردی گئی تھی بہت متاثر ہوئے۔
(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۱۱۶-۱۱۰)

بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا ہر فریب کاری اور دغا بازی کا آخر کار یہی انجام ہوتا ہے۔ اصول فطرت اٹل عادلانہ اور سب کے لئے یکساں ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان دوسروں کے لئے ببول بوئے اور خود گندم کاٹے

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

اس صورت حال نے سید احمد کو سخت مایوس کیا مایوسی کی حالت میں انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا :۔

"میں اب اس سرزمین کو چھوڑنا چاہتا ہوں ــــــ یہ نہیں بتا سکتا کہ کہاں جاؤں گا ــــــ میں آپ کو رخصت دیتا ہوں آپ مجھے رخصت دیں ــــــ مگر چند رفیق جو باقی رہ گئے تھے وہ آپ کے ساتھ رہے مایوس ہو کر آپ چل پڑے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آگے بڑھ کر بالاکوٹ پر قبضہ کیا۔ پھر مظفر آباد فتح کیا ــــــ سکھ سید احمد کے خلاف چونکہ مسلمانوں کی مدد کر چکے تھے اس لئے سکھوں کے خلاف اس مہم میں مقامی مسلمانوں نے بھی مدد کی۔ اس لئے فیصلہ کن جنگ ہوئی اور بالاکوٹ کے ایک حصہ میں محصور مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے سارے رفقاء مارے گئے

(حزب ولی اللہ کی تاریخ کا مقدمہ از مولانا عبید اللہ سندھی صفحہ ۱۱-۱۱۱)

سر سید احمد خاں بھی اعتراف کرتے ہیں :۔

"ہندوستان کے گوشہ شمال، مغرب کی سرحد پر

جو قومیں رہتی ہیں وہ ــــ "سنی المذہب حنفی"
ــــ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن چونکہ یہ قوم
ــــ "مذہبی مخالفت" ــــ میں
ــــ "نہایت سخت" ــــ ہے
اس سبب سے اس قوم نے اخیر میں ــــ
"وہابیوں" ــــ سے ــــ "دغا"
ــــ کرکے سکھوں سے اتفاق کرلیا اور
مولوی اسمٰعیل صاحب سید احمد صاحب کو شہید
کر دیا" ــــ

سر سید نے صحیح لکھا ــــ "سرحدی مسلمان" واقعی کٹر ــــ "سنی المذہب حنفی" ہیں اور اپنے عقائد میں انتہائی درجہ پختہ ہوتے ہیں۔ بیشک انہوں نے سکھوں سے اتفاق کرلیا تھا اور وہابیوں سے دغا کی لیکن ــــ "حنفیت وسنیت" ــــ سے وفا کی ــــ اپنے ــــ "دین وایمان" ــــ کو بچانے کے لئے سرحدی مسلمان یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہوئے۔ بلکہ وہابیہ نے انہیں ایسا کرنے پر خود ہی مجبور کر دیا۔ اس وقت مسلمانوں کے سامنے دو طاقتیں تھیں :۔

ایک تو ــــ "مار جاں" ــــ تھی!
اور دوسری ــــ "مار ایماں" ــــ تھی!
سرحد کے ــــ "سنی المذہب حنفی مسلمانوں"
نے ــــ "مار جاں سکھوں" ــــ سے ــــ "مار ایماں
وہابیوں" ــــ کو ختم کرنے کے لئے اتحاد کر لیا تھا!

سرحد کے سنی مسلمانوں نے اگر ایسا کیا تو کیا برا کیا؟ ــــــ اس سے پہلے وہابی مجاہدین نے بھی تو یہی کچھ کیا تھا! بلکہ اس سے بڑھکر کیا تھا۔ انہوں نے اپنی متشدد وہابیت کو سنی مسلمانوں پر نافذ کرنے کیلئے انگریزوں سے اتحاد کیا تھا ــــــ وہ ــــــ "انگریز" ــــــ جو مسلمانوں کے لئے ــــــ "مار جاں" ــــــ بھی تھا اور ــــــ "مار ایماں" ــــــ بھی تھا!

اس طرح انگریز کی کامل حمایت اور ہندوؤں کی مکمل مدد سے مجاہدوں نے وہابی عقائد قبول نہ کرنے کے جرم میں سرحدی مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا پھر بھلا مرتا کیا نہ کرتا؟ ــــــ سرحدی مسلمانوں کو اپنا "ایمان" بچانے کے لئے اپنے "دشمن جاں" ــــــ سکھوں سے امداد لینا پڑی ــــــ

نتیجہ یہ کہ ۲۴ جولائی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ میں جمعہ کے دن زبردست جنگ ہوئی جس میں سید احمد اور مولوی اسمٰعیل اپنے رفقاء سمیت ہمیشہ کے لئے سو گئے ــــــ لیکن اپنے مکروفریب سے وہابیت کا وہ فتنہ جگا گئے کہ جس کے سبب اسلامی اتحاد پارہ پارہ ہوا اور مسلمانوں کی یکجہتی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی نتیجہ یہ کہ آج تک مسلمان آپس میں اپنے دینی بھائیوں سے دست بگریباں ہیں ــــــ ان تاریخی حقائق کے نام نہاد مؤرخ غلام رسول مہر کے کذب و افترا سے متاثر ہو کر نادان لوگ اس ــــــ "مسلم کش فساد" ــــــ کو "جہاد" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اسے ہندوستان میں "احیاء دین" کی عظیم تحریک قرار دیتے ہیں۔

اسمٰعیلی جہاد کا

خلاصۂ کمال و زوال

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

——— "اسمٰعیلی لشکر" نے سب سے پہلے جہاد میں "زیدہ" کے مقام پر "سردار یار محمد خاں" پر فتح پائی۔

——— ۱۸۳۰ء کو سردار سلطان محمد خاں پر جہاد تھوپا ——— اور پشاور اور کوہاٹ پر قبضہ جمایا ——— اس مہم میں دو ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک ہزار مجروح!

(تواریخ عجیبہ ص ۱۴۹)

——— سکھوں کے سب سے بڑے دشمن سردار پائندہ خاں تناولی کو شکست دے کر مسلمانوں کی عملداری "امب" اور "عشرہ" پر قبضہ کر لیا ——— !

——— "مایار" کے مقام پر آٹھ ہزار درانی مسلمانوں کو خاک و خون میں نہلا کر انہیں شکست فاش سے ہمکنار کیا۔

(غلام رسول مہر۔ دائرۂ معارف اسلامیہ۔ مطبوعہ لاہور)

——— سب سے آخر میں رئیس فتح علی خاں صاحب سے جہاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔

——— اس کے علاوہ وہابی مجاہدوں نے مسلم آبادیوں پر کئی شاندار شب خون مارے اور سوئے ہوئے مسلمانوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے ان کا سارا مال ومتاع لوٹ لیا یہ تھا اسمٰعیلی جہاد کا شاندار کارنامہ !

غرضکہ اسمٰعیلی لشکر نے پہلا شب خون ——— اکوڑہ ——— میں ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء کو مارا تھا اور آخری معرکہ ——— بالاکوٹ ——— میں ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو ہوا ——— جس میں بہت سے ——— ننگ دین وننگ وطن ——— وہابیہ کے ساتھ سرغنہ غداران ملک وملت سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی کا بھی کام تمام ہو گیا۔

اس ساڑھے چار سالہ درمیانی عرصہ میں پندرہ جنگیں لڑی گئیں مگر آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ ان میں سے سکھوں کے خلاف تو باقاعدہ صرف ایک ہی لڑائی ہوئی ——— باقی چار شبخون مارے گئے ———

لیکن اس کے علاوہ ساری کی ساری جنگیں مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خلاف لڑی گئیں ——— جس میں بڑی فراخ دلی سے خون مسلم بہایا گیا اور کسی مسلمان پر ذرا رحم نہ کھایا گیا ان کی املاک کو لوٹا گیا ——— ان کے معصوم بچوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کی عورتوں کو تصرف میں لایا گیا ———
یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

"چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم جو بچا ہے مقتل شہر میں
یہ مزار اہل صفا کے ہیں یہ ہیں اہل صدق کی تربتیں"

پس ثابت ہوا کہ اسمٰعیلی جہاد حقیقتاً سکھوں کے خلاف نہ تھا بلکہ انگریز کی شہ پر، اس جہاد کی آڑ میں جنگجو پٹھانوں کا زور توڑنا مقصود تھا اس طرح

وہاں ——— "وہابی سٹیٹ" ——— قائم کر کے پٹھانوں اور سکھوں کے دلوں میں مستقل طور پر انگریز بہادر کی ہیبت طاری کرنا تھی ——— ! ——— اسی لئے ان غداران ملک وملت نے اپنی خاص ٹریننگ کے عین مطابق ابن عبدالوہاب نجدی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سرحدی مسلمانوں کا وسیع پیمانے پر قتلِ عام کیا تاکہ برٹش پلان پوری طور پر کامیابی سے ہمکنار ہوسکے لیکن ایسا نہ ہوسکا.

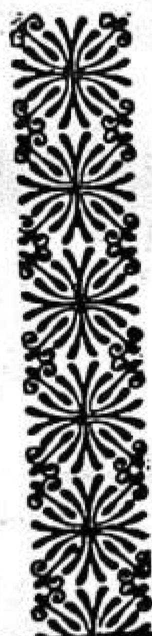
رہبروں کے بھیس بدلے راہزن تھے تاک میں
کارواں لٹنے سے پہلے راز افشاں ہوگیا

وہابیوں کی بدقسمتی سے اس مسلم کش فساد کے برٹش منصوبے کی زنجیر کی آخری کڑی اس لئے ٹوٹ گئی کہ ——— سارے غیرتمند پٹھانوں نے ایک ساتھ ملکر "اسمٰعیلی جہاد" کا شیطانی پردہ چاک کردیا ——— اس طرح انگریزوں کا بنایا ہوا ——— "وہابی سٹیٹ" ——— کا منصوبہ خاک میں مل گیا.

——— اے بسا آرزو کہ خاک شدی ———
صبح کو دیکھ لے اس شمع کا انجام کوئی
جس نے پھونکا شب امید میں پروانوں کو

قدرت کی سید صاحب سے وعدہ

خلافی؟



پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی
یہ نہ سمجھا تھا تبسّم موت کا پیغام ہے

سید صاحب نے سکھوں کے خلاف جہاد میں اپنی مکمل کامیابی کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ آپ بھی سنئے :۔

" میں قوم سکھ جیسے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیلئے مامور ہوا
اور فتح و نصرت کا مجھ سے ــــ وعدہ ــــ کیا گیا ہے "

(مکتوب ۸۵ بنام فیض اللہ خاں مہند مشیر درّانی پشاور مکتوب سید احمد شہید صفحہ ۱۲۰)

بھلا یہ وعدہ کس نے کیا تھا؟ ــــ اور کیسا وعدہ کیا تھا ــــ!
جو پورا نہ ہوا ــــ ظاہر ہے کہ یہ خدائی وعدہ تو ہو نہیں سکتا کیونکہ
خدائی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا مگر افسوس یہاں ــــ فتح و نصرت ــــ
تو دور کی بات ہے سید صاحب کو خود اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے!
لیکن جیتے جی یہی بکتے رہے کہ :۔

" یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض
اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے
محو ہو کر مردہ سنت زندہ نہ ہوگی ــــ
اللہ رب العزت مجھ کو نہیں اٹھائے گا "

(تاریخ عجیبہ صفحہ ۹۳)

لیکن اللہ رب العزت نے اس سے پہلے ہی اس بے عزت کو اٹھا لیا
ــــ! یہاں جس خوش آیند مرحلوں کا سید صاحب ذکر فرما رہے
ہیں ان میں سے تو کوئی مرحلہ سر نہ ہوا ــــ اور سید صاحب بے نیل و
مرام آنجہانی ہو گئے ــــ حالانکہ :۔

"وعدہ فتح پنجاب کا آپ کو ایسا وثوق تھا کہ آپ اس
کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار ہا فرماتے کہ اس
"الہام" ____ میں ____ "وسوسۂ
شیطانی" ____ اور شائبہ نفسانی ____ کو
ذرا بھی دخل نہیں۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر
فتح ہوگا اس سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی"!

(تواریخ عجیبیہ)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا ؎

دیکھا آپ نے! ____ پنجاب فتح بھی نہیں ہوا ____
اور اس شکست خوردہ کو موت بھی آگئی۔

اب اگر سید صاحب کے قول کے مطابق ان کے خدائی الہام کو سچا مان لیا جائے تو کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے کہ ____
معاذ اللہ! حق تعالیٰ نے سچا وعدہ نہ فرمایا تھا چنانچہ یہ خیال تو الحاد تک لے جاسکتا ہے ____ لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سید صاحب کا الہام "وسوسۂ شیطانی" ہی تھا! ____ اور یہ سراسر "خطرۂ نفسانی" تھا۔
____! اگر اب بھی کوئی سرپھرا وہابی مؤرخ اصرار کرے کہ یہ من جانب شیطان نہ تھا ____ تو پھر کہیں یہ وعدہ ان کی "مہربان انگریزی سرکار" نے تو نہیں کیا تھا جو پورا نہ ہوا ____ بہرحال جو ہوا سو ہوا ____
لندن مشن تو پورا ہو گیا ____ چلئے قصہ تمام ہوا ____!!!
____ خس کم جہاں پاک ____

اس طرح انگریزی پالیسی کی بھینٹ چڑھ کر اقتدار کے ____ "بھوتوں"
____ نے ____ "شہید" ____ کا لقب تو پا ہی لیا ؎

وہ وہابیہ نے جسے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا ۔۔۔ وہ ذبیح تیغ خیار ہے

بہر حال یہ تھا سو تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ صلیب کی بھینٹ چڑھ کر وہ نہ غازی رہا نہ شہید ۔۔۔ وہ تو کھلا قاتل ہوا اور قتیل ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

انگریزی جہاد کے خاطرخواہ نتائج



غارتگر چمن سے عقیدت تھی کس قدر
شاخوں نے خود اتار دیئے اپنے پیرہن

بہرحال اس کے بعد ہندوستان میں اب انگریز کا کوئی مدمقابل نہ رہا تھا جو مغلیہ سلطنت کو بچانے کے لئے غاصب انگریز کی عیارانہ سیاست کے خلاف نظری، فکری اور عسکری مورچہ لگاتا اس طرح انگریز کے تراشیدہ "اسمٰعیلی جہاد" کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ____ !

____ چنانچہ اس طرح ہندوستان کے شمال مغرب میں حریت پسند اور "جنگجو سرحدی پٹھانوں" کا زور ٹوٹا۔

____ اسی کے ساتھ پنجاب کی ابھرتی ہوئی "سکھ طاقت" کمزور ہو کر انگریز کے زیر دام آگئی۔

____ مزید یہ کہ ہندوستان کے دوسرے علاقے لڑاکو مسلمانوں سے خالی ہوتے چلے گئے۔ اور انگریز چاہتا بھی یہی تھا ! اس طرح سارے ہندوستان پر مکمل قبضہ کرنا انگریز کے لئے آسان اور بہت آسان ہو گیا چنانچہ جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو انگریز بہادر کے لئے میدان صاف تھا ____ بقول ڈاکٹر عاشق حسین :-

> "جنوب میں مرہٹوں اور ٹیپو سلطان کی طاقت فنا ہو چکی تھی ادھر شمال میں سکھوں کا زور توڑا جا چکا تھا۔ لے دے کے یہ مغل شاہنشاہیت کا ٹمٹاتا ہوا چراغ باقی تھا جس کی موجودگی برطانوی اقتدار کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹک رہی تھی"

(کتاب ۱۸۵۷ء کوائف و صحائف ص۳۵)

غداران ملک و ملت کے طفیل وہ کانٹا بھی نکل گیا چنانچہ ہندوستان میں جب جنگ آزادی چھڑی تو یہی وہابی مجاہدین جو سرحد میں مسلمانوں کو

بھیڑیوں کی طرح چیرتے پھاڑتے پھرتے تھے اب گیدڑ کی طرح دبک کر کونے میں بیٹھ رہے! ——— جی ہاں! دینی حمیت اور ملّی غیرت جب رخصت ہو جاتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے چنانچہ وہابی مجاہدین کی غداری کی یہ داستانِ بے حیائی ان کے اپنے مؤرخ کے نوک قلم سے پھوٹ پڑی اور تاریخ آزادی کی پیشانی کا بدنما داغ بنکر ابھری چنانچہ ——— مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں: ۔

"اسی دوران ۱۸۵۷ء کا پر آشوب حادثہ پیش آیا اور مجاہدین

معاونین ایک ——— "دینی (وہابی) نظام" ———

سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس ——— "قومی لڑائی"

میں ——— "غیر جانبدار" ———

رہے ——— "!

(ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۱۹)

سورج کا رخ بدلتے ہی خود بھی بدل گیا
کیسا فریب سایۂ دیوار دے گیا

سن لیا آپ نے؟ ——— وہابی مجاہدین اس ——— "قومی لڑائی" ——— میں "غیر جانبدار رہے ——— بھلا کیوں غیر جانبدار نہ رہتے ——— آخر وفاداری بھی تو کوئی چیز ہے خواہ وہ انگریزوں ہی سے سہی ——— غنڈہ گردی کے بھی تو کچھ اصول ہوتے ہیں ———
چنانچہ وہابی مجاہدین ان اصولوں کے پابند رہے ——— اور قانون غداری پر سختی سے کاربند رہے ——— اور پھر یہ تو وہابی مذہب کا فریضہ اور وہابیوں کے ——— "دینی نظام" ——— کا تقاضہ بھی تھا جس کی طرف وہابی مؤرخ نے ارشاد کیا ہے چنانچہ اس "دینی نظام"

کے قربان جائیے جو ـــــ بد دینوں ـــــ کے ساتھ مل کر اپنے ۔
دینی بھائیوں ـــــ کا قتلِ عام کرائے ـــــ اور مسلمانوں کے
اس قتلِ عام کا اعتراف کرتے ہوئے ذرا نہ شرمائے بلکہ اپنے کرتوتوں پر
اترائے ـــــ اور اس ـــــ کردار کو اپنی کتابوں میں فخریہ
بیان کرتا چلا جائے اور ذرا نہ جھجکپائے ـــــ !
ـــــ مگر انگریز دوستی کے بہر حال گن گائے ـــــ اور ـــــ
"قومی لڑائی" ـــــ میں اپنے اسی انگریز نواز ـــــ "دینی نظام"
ـــــ کے سبب ـــــ "غیر جانبدار" ـــــ ہو کر ایک طرف
بیٹھ جائے ۔

پتی پتی ڈالی ڈالی کوس رہی ہے موسم کو
لیکن اپنے باغ کا مالی ان باتوں کا عادی ہے

وہابیت کی سدابہار

خباثت

مقامات فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقش قدم دیکھتے ہیں

تاریخ گواہ ہے کہ اسمٰعیلی جہاد کی ناکامی کے تقریباً پندرہ سال بعد جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو ہندوستان بھر میں حریت پسندوں نے حالانکہ انگریزی اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی انتہائی جدوجہد کی تھی کہ جان نثارانِ ملک و ملت نے اپنی جان و مال سب داؤ پر لگا دیا آزادی کے پروانوں نے شمع آزادی پر قربان ہو جانے ہی کو معراج حیات جانا ـــــ اب کامیابی بالکل قریب نظر آ رہی تھی لیکن وہابیوں کی ملک و ملت سے غداری انگریز کے کام آئی چنانچہ خود وہابی مورخ اعتراف کرتے ہیں کہ:۔

> اگر سید احمد شہید کی جماعت انگریز دشمن ہوتی تو یہ موقع اس جماعت کے لئے انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا بہترین تھا۔
>
> (مقالات سرسید حصہ شانزدہم بر حاشیہ)

ملک و ملت کی حمایت میں انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا یہ ـــــ "بہترین موقع" ـــــ تو ـــــ "بہترین لوگوں" ـــــ کے لئے تھا ـــــ "بدترین لوگوں" ـــــ کے لئے تو ـــــ وہابیت کے اس ـــــ "خاص نظام" ـــــ کی ایسی ہدایات پر عمل کرنا ضروری تھا چنانچہ اس خاص ـــــ "دینی نظام" ـــــ کا یہ وصف بھی ان کے اپنے مداحین کی زبانی سنئے چنانچہ وہ سب بیک جنبش قلم لکھتے چلے جاتے ہیں:۔

> "آپ (سید احمد) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ مقامات ایسے پائے گئے ہیں جہاں

کھلے اور اعلانیہ طور پر سید احمد صاحب نے
بدلائل شرعی ـــــ اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی
کی مخالفت سے منع کیا ہے۔"

(سوانح احمدی مؤلفہ مولوی محمد جعفر تھانیسری۔ حیات طیبہ صفحہ ۱۵۹
ترجمان وہابیہ مطبوعہ امرتسر صفحہ ۲۱ از نواب صدیق حسن خاں)

نیز اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہابی اپنے ایک خاص ـــــ "دینی نظام" ـــــ کے تحت "قومی لڑائی" میں ـــــ "غیر جانبدار" ـــــ رہے اور اب یہاں لکھتے ہیں کہ ـــــ "بدلائل شرعی" ـــــ انگریزوں کی مخالفت سے باز رہے! ـــــ وہابیوں کی "غیر جانبداری" ـــــ اور ـــــ "دلائل شرعی" ـــــ نے قومی لڑائی میں شریک نہیں ہونے دیا اور انگریزوں کی مخالفت سے باز رکھا واہ ری غیر جانبداری اور دلائل شرعی بہرحال وہابی مؤرخین کے ذہن کی سنڈاس سے نکلی ہوئی یہ متعفن تحریریں تاریخ کے اوراق پر غلاظت کی طرح بکھری پڑی ہیں۔

اس سلسلے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ـــــ یہ غلاظت مرغوب ہی تھی تو وہابی مؤرخین شوق سے تناول فرماتے ـــــ مگر خواہ مخواہ بیچاری ـــــ "شریعت" ـــــ کو تو اس میں نہ سانتے! ان بزرگ گدھوں کو کون سمجھاتا کہ ـــــ انگریز آقا کی غلامی کرنا ہی تھی تو ضرور کرتے لیکن ـــــ "بدلائل شرعی" ـــــ اس "نمک حرامی" کو جائز تو قرار نہ دیتے! ـــــ مگر کیا کیا جائے کہ دین کے نام پر دنیا کمانے والوں کا یہی طریقہ کار رہا ہے۔

ـــــ چنانچہ وہابیہ نے انگریز کا ساتھ دیا تو ـــــ

———— بدلائل شرعی ——— دیا!

———— سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا تو ————

بدلائل شرعی ———— کیا!

———— مقتول مسلمانوں کا مال واسباب لوٹا تو ————

بدلائل شرعی ———— لوٹا!

———— مجبور مسلمانوں کی بیکس لڑکیوں سے نکاح

کے نام پر ———— زنا بالجبر ———— کا جرم کیا تو بھی ————

بدلائل شرعی ———— کیا!

اور اب ہندوستانی مسلمانوں کی" قومی لڑائی " میں شرکت سے اجتناب فرمایا تو بھی شرعی دلائل کے پردے میں اس جرم کو چھپایا گویا وہابیہ اپنی خودساختہ شریعت کے قومی دلائل کے بغیر تو کوئی گندا کام کرتے ہی نہیں پھر بھلا قومی لڑائی جیسی" پاکیزہ تحریک " میں وہابی شریعت کی اجازت کے بغیر کیسے شریک ہو جاتے ؟ ظاہر ہے کہ وہابی شریعت میں ہر پاکیزہ چیز حرام ہے ————

اور پھر انگریز سے وفاداری کا بھی لحاظ اور پاس تھا ———— آخر شریعت میں نمک حلالی بھی تو کوئی چیز ہے۔ اس طرح انگریز آقا ناراض نہ ہو جاتے ————

اگر اس قومی لڑائی میں شرکت کا ارتکاب کرتے تو وہابیہ کی

" پشتینی کاسہ لیسی " ———— اور ———— " آبائی غلامی " ———— پر حرف نہ آجاتا ———— آخر وضعداری بھی تو کوئی چیز ہے ————

اپنی اسی وضعداری اور نمک حلالی کا لحاظ کرتے ہوئے پورے ہندوستان پر انگریزوں کو مکمل قبضہ جمانے کا سنہرہ موقع جماعت مجاہدین نے خود ہی بہم پہنچایا ————

چنانچہ اپنی ان مساعیٔ خبیثہ کے عوض انگریز سرکار سے انہیں "وظیفہ غداری" بھی ملا کرتا تھا ——— جی ہاں! ——— بلکہ ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی جماعت مجاہدین کے سرگرم کارکنوں کا یہ "وظیفہ خونخواری" جاری رہا ——— !

جی ہاں! ——— وہابیہ کی انگریزی وظیفہ خوری کے سلسلہ میں مولوی اشرف علی تھانوی سے بڑھکر بھلا اور کس کی شہادت معتبر ہو سکتی ہے کہ وہ گھر کے آدمی ہیں۔

ع اب مرے رازِ محبت کا خدا حافظ ہے
تبصرے اس نگہِ ناز تک آپہنچے ہیں

گھر کی گواہی

چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی بھانڈا پھوڑتے ہیں :۔

"مولانا شاہ اسحٰق صاحب کا واقعہ ہے کہ جب گورنمنٹ انگریز کا تسلط ہوا تھا شاہ صاحب کا جو وظیفہ (انگریز سرکار کی طرف سے) مقرر تھا وہ جاری رکھا گیا۔"

(افاضات الیومیہ صفحہ ۹۷ مطبوعہ تھانہ بھون)

اس طرح وہابی دیوبندی سرداران جماعتِ مجاہدین کا وظیفہ غداری بھلا کیوں نہ جاری رہتا آخر انگریز سرکار کو ہندوستان کی زرخیز سرزمین پر اپنا غاصبانہ قبضہ قائم رکھنا تھا جس کے لئے انہیں وہابی غداروں کی حمایت درکار تھی

بس ثابت ہوا کہ یہ غدارانِ ملک وملت ہندوستان پر انگریزی تسلط سے پہلے بھی، بطور رشوت ——— وظیفۂ غداری ——— پاتے تھے ———

اس طرح انگریزی قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی ——— انعام واکرام

______ کے طور پر ______ "وظیفۂ فرمانبرداری" ______ سے نوازے جاتے تھے ______ اور لطف یہ کہ اپنی اس غداری پر ذرا انہیں شرماتے تھے! ______ بلکہ آج بھی فخر یہ طور پر اعتراف کرتے چلے جاتے ہیں ______ آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے ______؟ وہابی مبلغین و مجاہدین ______ "وہابیت" ______ کی ترویج و ترقی کے لئے انگریزی حمایت کو از بس ضروری جانتے تھے ______ جیسا کہ سر سید احمد خاں بھی اعتراف کرتے تھے:۔

"انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو ______
"وہابی" ______ کہلاتا ہے، ایک ______ رحمت
______ ہے!"

(مقالات سر سید صفحہ ۱۸۹-۲۱۲)

"انگلش گورنمنٹ" ______ "وہابی فرقے" ______ کے فروغ کے لئے جب "رحمت" بھی رحمت ثابت ہو تو پھر بھلا ______ "قومی لڑائی" میں شرکت کی "زحمت" گوارہ کون کرے! ______

دوسری طرف وہابیت کے فروغ سے خود انگلش گورنمنٹ کو بھی بڑی تقویت پہنچ رہی تھی ______ جی ہاں! ______ اس طرح انگریز سرکار کے "وفاداروں" اور "جاں نثاروں" کا ایسا مضبوط گروہ تیار ہو رہا تھا جس میں اس گروہ کے ______ "امام ربانی" ______ "طبیب روحانی" ______ "دلبر جانی" ______ "پیر و مرشد" ______ "عالم و فاضل" ______ اور ______ "حافظ و حاجی" ______ اور ان کے ماننے والے سارے ______ "پاجی" ______ شامل ہو گئے! ______ جی ہاں! ______

اگر یقین نہ آئے تو انگریز پر جاں نثاری و فداکاری کی یہ داستان بے ایمانی آپ

خود انہی کی زبانی سن لیجئے چنانچہ :-

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (یعنی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (یعنی مولوی قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب ونیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (یعنی جنگ آزادی کے مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا ـــــ یہ نبرد آزما جتھا اپنی (انگریز) سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لئے تیار ہو گیا ـــــ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فیر ہوا اور حضرت ضامن زیر ناف گولی کھا کر ـــــ "شہید" ...... بھی ہوئے ۔"

(تذکرۃ الرشید ص ج ۱:)

یہاں انگریز کی حمایت میں ـــــ "شہید" ـــــ ہوئے اور وہاں سرحد میں بھی انگریز کا جہاد میں ـــــ "شہید" ـــــ ہوئے ہے

تلاش ہے کسی چہروں کی کارواں میں مجھے
اس انتظار میں ہوں کم ذرا غبار تو ہو

اس طرح کاروان دیوبند اپنے سارے عملے سمیت انگریز کی خیر خواہی میں لگا ہوا تھا! جی ہاں! :-

"جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے"

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۹۵)

چنانچہ اب یہ تاریخی حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے کہ ______

"وہابی لوگ ______ اپنی انگریز سرکار ______ کے شروع سے آخر تک خیر خواہ رہے ہیں ______ اسی لئے برٹش راج کے زیر سایہ پھلتے پھولتے اور ترقی کرتے رہے ہے۔"

حاشیہ ۱ :- انگریزی راج میں ترقی کرتے کرتے وہابی ہر انگریزی دفتر اور سرکاری محکمے

بقیہ حاشیہ ۱ :- پر چھا گئے ______ کالجوں یونیورسٹیوں لائبریریوں جاسوسی محکموں ______ کچہریوں ______ عدالتوں ______ کمشنریوں غرضیکہ ہر جگہ بڑی بڑی آسامیوں پر وہابی براجمان ہو گئے اس کے دور رس ثمرات وہابی آج بھی بٹور رہے ہیں چنانچہ آج بھی ہر بڑی سے بڑی اور اونچی سے اونچی پوسٹ پر وہابی ہی وہابی بیٹھے نظر آتے ہیں ان کو حکومت کی طرف سے ہر قسم کی مراعات پہلے بھی حاصل رہی ہیں اور اب بھی حاصل ہیں۔ ان کی جڑیں بہت گہری اور ان کی تنظیمیں بڑی فعال ہیں ان کے مقابلے میں عوام اہلسنت ہر جگہ اکثریت میں ہوتے ہوئے در بدر سرکاری محکموں میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں ان کی کوئی ہمہ گیر فعال تنظیم نہیں انہیں اتحاد و یکجہتی کا فقدان ہے یہ ایک تلخ حقیقت ہے

مگر یہ حقیقت!

اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلسنت شروع سے ملک و ملت سے وفادار اور انگریزوں سے برسر پیکار رہے ـــــ چنانچہ حکومت ان کے خلاف اور حاکم وقت انکا دشمن خاص رہا ـــــ اگر اہلسنت آزاد و خوددار ہونے کے سبب منافقت و خوشامد سے انہیں کبھی رام نہ کر سکے اور اپنی دینی حمیت کے سبب نہ کبھی ہندوؤں کو رام رام اور پرنام کرنے پر آمادہ ہوئے بلکہ ان سبر دو نجس قوموں سے ہمیشہ دور دور رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے دنیاوی کاموں میں ہمیشہ پریشان و مجبور رہے۔

چونکہ اہلسنت ہر جگہ بھاری اکثریت میں ہیں اس لئے انہیں اتحاد کا فقدان ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک ان میں "اجتماعی تنظیم" کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی ـــــ پھر اکثریتی جماعتوں کے ساتھ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے ـــــ چنانچہ اہلسنت ہمیشہ انتشار و خلفشار کا شکار رہے ہیں ـــــ جبکہ ان کی مخالفت میں وہابی فرقہ ذلیل اقلیت میں ہونے کے باوجود اندرونی طور پر نہایت منظم و مستحکم ہے اور بیرونی طور پر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے کسی کو مجال انکار نہیں! ـ چنانچہ:ـ

"انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو "وہابی" کہلاتا ہے ایک رحمت ہے جس آزادیٔ مذہب سے انگلش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں رہتے ہیں دوسری جگہ میسر نہیں ہندوستان ان کے لئے دارالامن ہے"

(مقالات سرسید ص ۱۲۷ ج: ۹)

چونکہ ہندوستان ـــــ وہابی فرقے ـــــ کے لئے ـــــ "دارالامن" ـــــ تھا اسی لئے یہاں ـــــ "انگلش گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں" ـــــ رہتے ہوئے "وہابیت" نے خوب ترقی کی

—— وہابیت کے فروغ کے لئے وہابی تنظیمیں اندرونی وبیرونی طور پر بڑی فعال تھیں —— اور پھر انگریزی حکومت وقت بھی وہابیوں کے کاموں میں معاون ومددگار تھی اس لئے وہابیت کا زہر ملت اسلامیہ کے رگ وریشے میں بڑی سرعت سے سرائیت کئے چلا جارہا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علمائے اہلسنت کا کردار

ایسے نازک موقع پہ علمائے اہلسنت سر سے کفن باندھ کر وہابیوں اور انگریزوں دونوں کے مدمقابل آئے چنانچہ وہابیہ کے مقابلہ میں آنے والے علمائے اہلسنت اور مجاہدین آزادی حکومت وقت کے مغضوبین ومخالفین معتبر تھے —— جی ہاں یہ تاریخی حقیقت بھی وہابی

بقیہ حاشیہ ص۱۵۰:- اسے دنیا کی وہابی سلطنتوں کی مالی امداد اور نظریاتی آشیرباد بھی حاصل ہے۔ (مؤلف)

مؤرخین ہی سے سنئے:۔

> "۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے والے وہ سب کے سب علمائے کرام شامل تھے جو عقیدۃً حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے (یعنی علمائے اہلسنت وجماعت) اور جنہوں نے شاہ اسمٰعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی ہے ——

(مقالات سرسید حصہ شانزدہم بر حاشیہ)

ان آنکھوں سے کیوں صبح کا سورج ہے گریزاں
جن آنکھوں نے راتوں میں ستاروں کو چنا ہے

سنا آپ نے؟ ——— انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں حصہ لینے والے سب کے سب علمائے کرام عقیدۃً سنی المذہب تھے۔ اور مسلک شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے ..... سنیے وہ علماء اہلسنت اور مجاہدین آزادی ہیں:۔

شیر اسلام مجاہد کبیر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی امام الہند مولینا شاہ رضا علی خان صاحب بریلوی رئیس المجاہدین سید احمد اللہ شاہ مدراسی۔ امیر المجاہدین مولوی سرفراز علی شاہ جہانپوری شہید آزادی امام بخش صہبائی۔ مفتی سید کفایت علی کافی مرادآبادی مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ عاشق رسول مولوی عنایت علی بریلوی حکیم سعید اللہ قادری۔ مولینا رحمت اللہ کیرانوی۔ مولینا سید عبدالجلیل علیگڑھی۔ مولینا فیض احمد بدایونی وغیرہ ..... ——— جن کے ملکی ملی، دینی، علمی اور عملی کارنامے تاریخ کا روشن باب ہیں۔

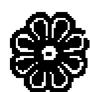
(تفصیلات کے لئے دیکھیے، ماہنامہ ترجمان اہلسنت، جنگ آزادی نمبر جولائی ۱۹۷۵ء، ۲۰ محمدی مینشن ماسٹن روڈ کراچی)

صورت شمع تیری بزم میں جلتے ہیں مگر
پھر بھی ہم رونق محفل نہیں ہونے پائے

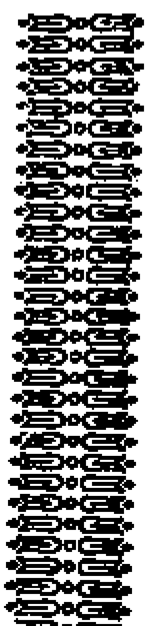
یہ حضرات حریت کے وہ بطل جلیل ہیں جن کی مقدس قربانیوں کے بعد ہی صبح آزادی کا رخ روشن نظر آیا ہے لیکن تاریخ کی ستم ظریفی دیکھیے کہ آج کے عام پڑھے لکھے نوجوان کو یہ بات معلوم ہی نہیں کہ ؎

پیتے ہیں کتنے ستارے اشک آخر شب
سحر کا ہنستا ہوا آفتاب کیا جانے

بے مہر صاحب کی تاریخی



خیانت



بے آب آئینوں کو اک آب بخشدی
ہم بے ہنر تھے ہم نے یہ کارِ ہنر کیا

حریت و آزادی کے روشن آفتاب پر گرد و غبار اڑانے والے نام نہاد مورخین وہابیہ کے سرخیل ــــــ غلام رسول مہر ہیں جنہوں نے ملک و ملت کے جیالوں اور حریت و آزادی کے متوالوں کی کردار کشی کی ہے۔ اس میں مقابلے میں اپنے دجل و فریب کو کام میں لاتے ہوئے اپنی مہربان انگریزی سرکار سے وہابیہ کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی کو برسر پیکار ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ــــــ نیز اسی کے ساتھ ساتھ سرحدی پٹھانوں کے خلاف اپنے انگریزی جہاد کو ــــــ جہاد فی سبیل اللہ ــــــ قرار دیا اور اس کا خوب پروپیگنڈا کیا۔ حالانکہ اسمٰعیلی لشکر کے جملہ شریکِ سفر، ہمعصر اور ہم فکر تذکرہ نگار مثلاً ــــــ مولوی محمد جعفر تھانیسری، اور مرزا حیرت دہلوی وغیرہ سب بیک زبان اعلان عام کر رہے ہیں کہ ــــــ "اسمٰعیل اینڈ کمپنی" ــــــ کا اپنی سرکار انگریزی کی عملداری میں "فتنہ و فساد" برپا کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا وہ (انگریز کی) اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے جس میں وہ بلا روک ٹوک ہر جگہ دندناتے پھرتے تھے اور ــــــ "اپنی مہربان و رحمدل انگریز سرکار کے خلاف اٹھنے والی ہر شورش سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر بھلا

"تجھ سے میں کس طرح اظہارِ عقیدت کرتا
لفظ سوچے تو معانی نے بغاوت کر دی"

اور تو اور خود "ترجمان وہابیہ" بھی اپنی مخالفت میں گواہی دینے پر مجبور ہوا چنانچہ اس نے لکھا:۔

"تقویت الایمان مؤلفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے اس میں ذکر ردِ شرک و بدعت کا ہے ــــــ کہیں وہابیوں کا اور ــــــ "مسئلہ جہاد" ــــــ کا پتہ بھی نہیں۔

" نہ انہوں نے سرکار انگریزی سے کبھی جہاد کیا اور نہ ہندوستان میں فتوےٰ جہاد کا دیا ـــــــــ "

(" ترجمانِ وہابیہ" از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ص ۵۲۵)

لیکن بے مہر وہابی مؤرخ پھر بھی تاریخ کے منہ پر تھوکے جا رہا ہے ـــــــ اپنے ممدوح کی سیاہ کاریوں کو چھپانے کے لئے تاریخ کے چہرے پر کالک لگا رہا ہے۔ تاریخ ملک و ملت میں اس سے بڑا فراڈ شاید کبھی نہ کھیلا گیا ہو گا جو مکروہ ڈرامہ " بے مہر" مؤرخ وہابیہ نے تاریخ ہند میں کھیلا ہے! حالانکہ اس سے پہلے ان کے اپنے سارے ہی مستند مصنف، محقق اور مؤرخ کھل کر اعتراف کر چکے ہیں کہ:۔

" ان کے ہمعصروں کے بیانات کی موجودگی میں اب گیارہ برس کے بعد یہ کہنا کہ ـــــــ " نہیں! حضرت شہید انگریزوں کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے" ـــــــ ایک ایسا ہی دعویٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں رکھتا ـــــــ "!

(حاشیہ مقالات سر سید شائع دہم ص ۲۴۹ مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے حیات طیبہ ص ۲۴۴)

تاریخ کے ان انمٹ نقوش کی موجودگی میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ:۔

" راہیو ٹھیک نہیں ہوتی ہے اندھی تقلید
سوئے رہبر بھی سوئے رہگذر بھی دیکھو "

بہرحال سچی بات کبھی نہ کبھی منہ پر آ ہی جاتی ہے چنانچہ غلام رسول مہر کو آخر یہ بے مہر خیانتوں کا اعتراف کرنا ہی پڑا:۔

" میں مجاہدین کی شان و آبرو کو بہر حال قائم رکھنے کا مدعی

ہوں اگرچہ وہ سابقہ بیانات کے عین مطابق نہ ہو۔

۹ افادات مہر، مرتبہ ڈاکٹر شیر بہادر خان صفحہ ۲۳۱)

کچھ سمجھے آپ؟ ــــــ بے مہر صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ

عما شبے آبروئے مجاہدین کی ــــــ آبرو ــــــ ہر حال میں قائم رکھنے کا" مدعی ہوں خواہ مخواہ یہ جھوٹی شان اور غلط آن سابقہ تاریخی بیان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو ــــــ چنانچہ ظالم نے اپنا کہا سچ کر دکھایا ــــــ مسلمہ تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر اپنے ذاتی نظریے کے مفاد کی بھینٹ چڑھا دیا ــــــ

یوں داستان بالاکوٹ لکھ کر تاریخ کو مسخ کر ڈالا۔

لعنت اللہ علی الکاذبین ۰

ایک مغالطہ کا ازالہ

——— سید احمد بریلوی کے قریب ترین معاصر اور تحریک مجاہدین کے ایک سرگرم کارکن جعفر تھانیسری تھے وہ ایسے بے لچک شخص تھے کہ ان کی صاف گوئی پر سارے ہی وہابی مؤرخ متفق ہیں وہ اعتراف کرتے ہیں کہ:۔

"سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کا ہرگز ارادہ نہ تھا"

لیکن سید صاحب کے انجہانی ہو جانے کے سو ڈیڑھ سو سال بعد اب یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ ——— سکھوں سے نبٹ لینے کے بعد سید احمد کا۔ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ تھا ——— !

قارئین اب اس کا خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان دونوں میں سے کون سی بات سچی ہے ——— ایک شخص سید احمد کا قریب ترین معاصر مؤرخ تھا ——— اور دوسرے ڈیڑھ سو سال بعد کے آج کے چھٹ بھئے مؤرخ ——— ابوالحسن علی ندوی، پروفیسر ایوب قادری اور غلام رسول مہر ہیں ——— اب کس کی بات مانی جائے؟ ——— کس کی شہادت معتبر ہے؟

اب سب کو چھوڑیئے ——— چلئے خود سید احمد بریلوی ہی سے پوچھ لیتے ہیں کہ جناب آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا اپنے دل میں ارادہ رکھتے تھے یا نہیں؟ ——— ؟ ——— ؟

لیجئے وہ خود جواب دے رہے ہیں:۔

"ہم صرف لمبے بالوں والے سکھوں سے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں نہ کہ کلمہ گویان اسلام اور سرکار انگریزی سے

جس نے اپنی مسلمان رعایا کو ان کے مذہبی معاملات
میں آزادی دی ہوئی ہے۔

(سوانح احمدی، مطبوعہ انبالہ ص۱۳۹)

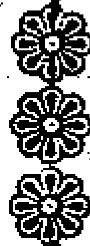
سن لیا آپ نے سید احمد انگریزوں سے ____ مقابلہ کا ارادہ ____
رکھتے تھے ____ یہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں بلکہ ان کا مشہور و معروف بیان ہے
جس کی نقلیں باقاعدہ خطوط کی صورت میں سید احمد بریلوی نے ۱۲۴۳ھ میں آس پاس کے
علاقوں میں روانہ کر دی تھیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں (اس کے بعد کوئی نیا بیان کوئی نیا
ارادہ ان کا سامنے نہیں آتا کیونکہ اس بیان کے چند ماہ بعد ہی ۱۲۴۶ھ میں سید احمد بریلوی
مقتول ہو گئے اور نہ اس سے پہلے حج پر روانگی سے قبل ہی سید احمد کا انگریزوں کے
خلاف جہاد کرنے کا کوئی ارادہ تھا۔
(بقول سید احمد کے بھانجے مولوی سید محمد علی ____ دیکھیے ان کی
خود کی تصنیف ____ "مخزن احمدی" !)

اب ڈھیٹ لوگوں کے سامنے کہاں تک حقائق پیش کیے جائیں بہرحال ____
____ ان دلائل و براہین کے علاوہ جعفر علی کی تالیف ____ منظورۃ السعداء
بھی شاہد ہے کہ مقتول ہونے سے چند ماہ پہلے جو مکتوب سید احمد بریلوی نے
لکھوایا تھا اس میں بھی یہی لکھا تھا کہ ____ سرکار انگریزی سے ان کا جہاد
کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا ____ !

گویا اپنی تحریک کے آغاز سے اختتام تک کسی موقع پر بھی تو سید احمد کے
دل میں یہ خیال نہ آیا کہ انگریز سرکار سے جہاد کیا جائے جس پر ان کی خود کی تحریریں
خطوط اور اقوال گواہ ہیں۔ لیکن غلام رسول جیسے بے صبر مؤرخین کی فنکاری دیکھیے کہ
اتنے عرصہ دراز کے بعد آج ڈیڑھ سو سال مردے کے سڑے دماغ میں یہ خیال

ٹھونس رہے ہیں کہ سکھوں سے نپٹنے کے بعد ان کا ارادہ انگریزوں سے جہاد کرنیکا تھا اور ضرور تھا اس پر سوائے اس کے اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ غنڈہ گردی کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں لہٰذا قلم کے ڈاکو اگر کسی بے ضمیر غدر اعظم سے اپنی اندھی عقیدت رکھتے ہیں تو ضرور رکھیں مگر تاریخ کو تو نہ بدلیں ——— حقائق کو تو مسخ نہ کریں۔ سچائی کے منہ پر تو نہ تھوکیں!

تاریخ کا المیہ



انہیں کے نام سے منسوب ہے بہارِ چمن
جو لوگ واقفِ آدابِ رنگ و بو بھی نہیں

واضح دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ "ننگ دین اسمٰعیل دہلوی"
اور —— "ننگ وطن سید احمد بریلوی" شروع سے آخر تک انگریز کے وفادار نمک خوار اور کفش بردار رہے ہیں ہندوستان میں انگریزی اقتدار کو مضبوط و مستحکم کرنے میں ان غداروں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی —— سکھوں کے خلاف ان کا "نعرۂ جہاد" —— بھی انگریزی سیاست کا کرشمہ اور محض ایک نمائشی ڈرامہ تھا جو انگریزوں ہی کے ڈائریکشن میں ہندوستان کے اسٹیج پر کھیلا گیا۔

تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ زود فراموش قوم کے سامنے ملک و ملت کے انہی غداروں کو آج —— "مجاہدین فی سبیل اللہ" —— اور —— "جلیل القدر ولی اللہ" —— کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے ——!

انہی دین فروشوں کے سر پر —— "اسلامی نشاۃ ثانیہ" کا زریں تاج سجایا جا رہا ہے! اس طرح انگریز کے پھٹوؤں ہی کو اب —— "تحریک آزادی کا ہیرو" —— قرار دیا جا رہا ہے ——!

مسلمانوں کے سفاک قاتلوں ہی کو آج "مجاہد اسلام" کے خطاب سے نوازا جا رہا ہے۔ اسلام دشمن، غداران وطن ہی کو اب اسلامی حکومت کا محرک ٹھہرایا جا رہا ہے ——!!

پہنچے وہ لوگ مرتبہ کو کہ مجھے
شکوۂ بخت نارسا نہ رہا۔

تاریخ کی بدنصیبی دیکھئے کہ انہیں غداران ملک و ملت کو "احیاء اسلام کا علمبردار" قرار دیا جا رہا ہے جن کے کرتوتوں سے اسلامی وقار خاک میں ملا مسلمانوں کی آبرو پامال ہوئی اس سے بڑھ کر ستم اور کیا ہوگا کہ —— تمام اسلامی تحریکوں —— کی ڈور خونخوار اسمٰعیل دہلوی کی "شمشیر مسلم کش کے خون آشام دستے سے

باندھی جارہی ہے اور یہاں تک لکھا جارہا ہے کہ اس بیداری ہی کی وجہ سے پاکستان بنا ــــــ!

اور ہو یہ رہا ہے کہ پرائمری اسکول کی نصابی کتب سے لیکر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی درسی کتابوں تک میں قلم کی یہی خرمستیاں کام کر رہی ہیں۔

صد حیف جن کے دم سے پریشاں ہے آدمی
سب کی نگاہ میں ہیں وہی محترم یہاں

صورت حال اب یہ ہے کہ ان "خونخواروں" کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے وہابی دانشوروں کے اجلاس اور کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جس میں ان ـ ــــــ "غداروں کی انگریز دشمنی" ــــــ کے جھوٹے قصیدے پڑھے جاتے ہیں ــــــ ان کی ــــــ "مسلم کش تحریک" ــــــ کو ــــــ "احیاء دین و ملت" ــــــ کی تحریک ثابت کرنے کے لئے جلسے اور سیمینار سجائے جاتے ہیں ــــــ اس طرح وہابیہ کے منعقد کردہ جلسوں میں "غدارانِ ملک و ملت" ــــــ کی ــــــ "وطن دوستی" ــــــ کے پر فریب ترانے گائے جاتے ہیں جن کو سنکر بیوقوف لوگ جھوم جھوم جاتے ہیں ــــــ معلوم نہیں ؎

یہ کس خوشی میں مناتے ہیں جشن اہل چمن
کلی کا خون ہوا ہے کلی ہنسی تو نہیں ۔

دن دھاڑے یہ اندھیر دیکھ کر تاریخ ورطۂ حیران ہے اور مورخ وقت پریشان! وہابیہ نے جس دلیری سے حقائق کو پامال کیا ہے اور واقعات کو دھندلا دیا ہے اسے دیکھ کر ؎

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

بہر حال اس کتاب میں جو حقائق و شواہد پیش کیے گئے ان کی روشنی میں آنے والے وقت کے کسی جرأت مند مؤرخ سے التجا ہے۔ ؎

تمام لفظ بھی اپنا حساب مانگتے ہیں
مٹا کے حرف غلط شہر کی دعا لیجئے

جنگِ آزادی کے رُوحِ رواں

مولانا فضلِ حق خیرآبادی

سراپا فضل ——— سراپا حق ——— سراپا خیر

آپ کی ولادت ۱۷۹۷ء میں خیرآباد میں ہوئی۔ والد بزرگوار حضرت مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ تھے اپنے زمانے کے نابغۂ روزگار اور دہلی کے صدر الصدور تھے آپ نے بڑے ناز و نعم میں پرورش پائی۔ حافظہ غضب کا پایا تھا چنانچہ چار ماہ کی قلیل مدت میں سارا کلام پاک حفظ کر لیا۔ ابھی عمر صرف تیرہ سال کی ہوئی تھی کہ تمام مروجہ علوم میں کمال حاصل کر کے مسند درس و تدریس پر بھی فائز ہو گئے اس چھوٹی سی عمر میں سارے برصغیر بلکہ ایران وغیرہ آس پاس کے ممالک میں بھی ان کی ذہانت و فطانت کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ سر سید احمد خاں لکھتے ہیں:۔

"بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو یگانۂ فن سمجھتے تھے
جب ان کی زبان سے ایک حرف ستائش نکال
کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے۔"

(از مقالات سر سید حصہ شانزدہم ص[illegible])

علوم کی اس چکا چوند کے باوجود علامہ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ مولانا عبد اللہ بلگرامی لکھتے ہیں:۔

"اللہ کے دیئے ہوئے ہاتھی اونٹ، عمدہ قسم کے گھوڑے

اسرو نواہی میں اطاعت خداوندی سے نہ روکتے تھے ـــــ

آپ ان میں سے تھے کہ تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے

ذکر میں حارج نہ ہو سکتی تھی ـــــ ہر ہفتہ آپ قرآن

پاک ختم فرماتے. تہجد کی نماز کی پابندی کرتے ـــــ

جو نوافل پر اس درجہ مستعد ہو اس کے فرائض کا حال خود سمجھ

میں آتا ہے "

(امیر الروایات)

اسی دور میں جبکہ آپ علم و فضل اور زہد و تقوی کی بلندیوں پر فائز تھے انگریزوں

کی سازش سے مسلمانوں کا اختلاط شروع ہو چکا تھا شاتم رسول مولوی اسمٰعیل دہلوی

نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ـــ تقویت الایمان ـــــ میں بے ایمانی

کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ مارا :-

" اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم

ـــــ کن ـــ سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی،

جن، فرشتہ، جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا

کر ڈالے "

یہ گستاخانہ کلام پڑھ کر علامہ تڑپ اٹھے ـــــ اس بے ادبی پر مرحوم

نے اسمٰعیل دہلوی کی سخت گرفت کی اور فرمایا :-

" ایں کلام ناتمام، کاذب و دروغ و گزاف بے فروغ است "

(تحقیق الفتوی ص: ۵۹)

نیز مولوی اسمٰعیل کی خرافات کے جواب میں ایک مدلل کتاب " امتناع النظیر "

لکھی جس میں آپ نے ثابت کیا کہ ـــــ اوصاف کاملہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کی نظیر بالذات ناممکن ہے۔ یہ محققانہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے اور آجتک لاجواب ہے۔

تقویت الایمان میں جہاں ــــــ مسئلہ شفاعت ــــــ کے متعلق بیہودہ گوئی کی گئی ہے علامہ موصوف نے اس کے خلاف بھی باقاعدہ ایک کتاب ــــــ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی ــــــ لکھی جس میں گستاخ رسول اسمٰعیل دہلوی کے متعلق فتویٰ دیا:۔

"اس بے فائدہ کلام کا قائل ازروئے شریعت" کافر و
"بے دین" ہے ہرگز مومن و مسلمان نہیں ہے۔ اسکا
شرعی حکم ــــــ "قتل" ــــــ اور ــــــ "تکفیر" ہے

گویا گستاخ رسول سے کسی قسم کی رعایت برتنا علامہ موصوف جانتے ہی نہ تھے پھر بھلا وہابیہ ان پر کیچڑ کیوں نہ اچھالیں علامہ کی حق شناسی اور حقیقت پسندی کا تو یہ ادنیٰ سا کرشمہ تھا کہ اردو کے عظیم شاعر حکیم مومن خاں مومن دہلوی جو بے ادبانہ گستاخی کی اس طغیانی میں مولوی اسمٰعیل کی ہمنوائی کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے تھے اور اپنے شفیق دوست علامہ فضل حق خیرآبادی کی دلآزاری کا باعث بنے تھے۔ آخر اپنے فعل پر نادم ہوکر علامہ کی مصاحبت کے قائل ہو گئے۔ یار کو منانے کے لئے اپنے اندرونی جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے یہ دلدوز غزل لکھکر علامہ کے دربار عالیوقار میں پیش کی۔ غزل کیا ہے شاعر نازک خیال نے اپنا کلیجہ کاغذ پر نکال کر علامہ کے سامنے رکھ دیا ہے سہ

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
منہ سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
انصاف کیجئے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاہد شہادتوں پہ ترے مدعی سے ہم
لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دیں
مومن نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

ایک مومن ہی کے دل پر علامہ کی محبت کا اتنا گہرا اثر نہ تھا بلکہ سارا شہر دہلی ہی مولانا کی محبت میں سرشار تھا۔ بہادر شاہ ظفر، علامہ موصوف کے مشوروں سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ جنگ آزادی کے سپہ سالار جنرل بخت خان، جنگی مہمات کے سلسلے میں مشورے کے لئے علامہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا سب سے پہلا فتویٰ علامہ ہی نے تو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور پھر خود ہی جامع مسجد دہلی میں ہزاروں لوگوں کے سامنے خود پڑھ کر سنایا تھا اور اسی کے ساتھ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس وقت انگریزوں کے خلاف علامہ نے ایسی جوشیلی تقریر کی تھی کہ انگریزوں کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ——— ہزاروں کی تعداد میں لوگ لشکر مجاہدین میں بھرتی ہونے لگے مزید یہ کہ علامہ نے انگریز کے خلاف اس فتویٰ کو علماء کے دستخطوں سے مزین فرما کر شائع کرایا پورے ملک میں تقسیم کرا کے تحریک انقلاب کو آگے بڑھایا چنانچہ اس فتوے کی اشاعت کا اثر پورے ہندوستان پر پڑا سارے ملک میں انگریزوں کے خلاف ہنگامہ برپا ہو گیا تاریخ کے ریکارڈ پر یہ سب حقائق موجود ہیں مگر آج کے نام نہاد وہابی چاند پر خاک ڈالتے رہے ہیں۔

بہرحال وہابیوں اور ان کے ہمدردین کی غداری سے آخر کار جب جنگ آزادی ناکام ہونے لگی اور سقوط دہلی کا سانحہ پیش آیا تو علامہ چھپنے، دبکنے، فرار ہونے یا معافی مانگ کر گلو خلاصی حاصل کرنے کے بجائے ——— ان مایوس کن

حالات میں بھی مجاہدین کی ہمت بڑھاتے رہے ــــــــ جی ہاں :۔

"میں (تھک کر) بیٹھ جانے والوں کو مسلسل ہمت دلاتا رہا"

(قصیدہ ہمزیہ۔ الثورۃ الہندیہ)

جب اس سے کام نہ چلا تو علامہ بجلی کی طرح کوندتے ہوئے اودھ جا پہنچے اور وہاں مجاہدین کو لیکر جگہ جگہ انگریزوں پر دھاوے بولنے لگے ان کی انقلابی کارروائیوں کے سلسلے میں اودھ کے چیف کمشنر کے سیکریٹری نے ہیرپور کے کلکٹر کے نام ۸ دسمبر ١٨٥٨ء کو اپنے سرکاری مراسلہ میں رپورٹ دی :۔

"باغی لیسواں جو لکھنؤ سے شمال مغرب میں ہے شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ ان کی تعداد نو سو سوار جس میں چار سو پوری طرح مسلح ہیں۔ اس جماعت کے لیڈر فیروز شاہ شہزادہ دہلی اور مولوی فضل حق سابق سرشتہ دار کمشنر دہلی جس کے بہت سے اعزہ اعلیٰ مناصب حکومت پر تھا"

(فریڈم اسٹرگل ان اترپردیش حصہ دوم صفحہ ٥٤٣ حصہ پنجم صفحہ ٤١١ لکھنؤ انگریزی)

غرضکہ علامہ کی انقلابی فطرت نے انہیں ذرا چین سے نہ بیٹھنے دیا جگہ جگہ باغیوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انگریزوں کو ناک چنے چبواتے رہے مگر وہابی یہی کہتے رہے ہیں کہ انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ نہ لیا حالانکہ غصہ سے بے قابو ہو کر اودھ کے جوڈیشنل کمشنر جارج کیمبل اور میجر بارو قائم مقام کمشنر خیرآباد نے ٤ مارچ ١٨٥٩ء کو جنگ آزادی کی روح رواں کے خلاف ایک حکم صادر کیا جو علامہ کے حق میں ایک دستاویزی ثبوت ہے تو سنئے :۔

"بغاوت شروع ہونے کے وقت وہ الور میں ملازم تھا۔ یہاں سے دیدہ دانستہ دہلی آیا اور اس کے بعد وہ

باغی اور بغاوت کے قدم بقدم چلتا رہا ایسے شخص کو سخت
ترین سزا ملنی چاہیئے اور اسے خاص طور پر ہندوستان
سے خارج کر دینا چاہیئے ۔"

(ماہنامہ تحریک دہلی)

چنانچہ انگریزوں نے اپنے "دشمن جاں" کو کالے پانی بھیج کر چین کا سانس لیا
اس کا اعتراف کرتے ہوئے ہوم سیکریٹری ۱۱ دسمبر ۱۸۵۹ء کو گورنمنٹ آف انڈیا کے
سیکریٹری کے نام اپنے ایک سرکاری مراسلہ میں لکھتا ہے ۔

"مندرجہ ذیل لوگوں کے چلے جانے کے بعد حکومت کو
قیام امن میں کافی سہولت ہو رہی ہے ———
فیروز شاہ ۔ لکر شاہ اور مولوی فضل حق جو ہماری حکومت
کا دشمن جان ہے ۔"

(فریڈم اسٹرگل ص۵۵)

چنانچہ انگریزوں کے یہ "دشمن جان" ——— علامہ فضل حق خیر آبادی جب
جزیرہ انڈمان پہنچے تو انتقاماً ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے ———
نوکرا دے کر صفائی کے کام پر لگا دیا جبہ و دستار کا کیا ذکر کپڑے تک اتار لئے ۔ ایک
تہبند اور کملی دے دی گئی پاؤں میں جوتا تک نہ تھا ۔ ان دگرگوں حالات میں بھی ان کی
بے چین طبیعت اور کچھ کر گزرنے کی فطرت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا کچھ اور نہیں تو اس
نے خدمت لوح و قلم ہی لے لی چنانچہ انہوں نے یہاں کئی کتابیں لکھیں جن میں ———
——— رسالہ الثورۃ الہند ——— اور ——— قصائد فتنۃ الہند ———
——— جنگ آزادی کی یہ یہ کتابیں تاریخی اہمیت کی حامل اور عربی ادبیت کا
شاہکار ہیں ۔

ادھر علامہ کے صاحبزادے نے رہائی کے لئے انگلستان تک مقدمہ لڑا آخر رہائی کا پروانہ حاصل کر لیا لیکن قدرت کو اپنے غیور مجاہد کی لاج رکھنا تھی کالے پانی کی صعوبتیں سہتے سہتے شمع آزادی کے پروانے کو لو نے دو سال ہو چکے تھے آپ کے صاحبزادے جب آزادی کا پروانہ لے کر جزیرۂ انڈیمان کے ساحل پر اترے تو انہیں سامنے سے ایک جنازہ آتا ہوا نظر آیا جس کے ساتھ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ آزادی کے اسی بطل جلیل کا جنازہ ہے جسے دنیا علامہ فضل حق خیرآبادی کے نام سے یاد کرتی ہے بقول غالب۔ اب انہیں قید فرنگ اور قید حیات دونوں سے نجات مل چکی تھی۔

مختصر یہ کہ علامہ کا بچپن، جوانی اور کہولت کے بیشتر دن دہلی ہی میں گذارے تھے۔ انگریز کے روز بروز بڑھتے ہوئے اقتدار کو علامہ بچشم خود دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ سلطان مملکت کو آپ نے بارہا خواب غفلت سے جھنجھوڑا۔ وانسیان ریاست کو بھی آنے والے طوفان سے خبردار کیا خود بہادر شاہ ظفر کو آپ نے جو طویل مکتوب لکھا اس سے علامہ کی ملکی حالات پر گہری نظر اور سیاسی بصیرت کا پتہ چلتا ہے جو ایک ریکارڈ ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے :۔

> ۔ جب سے انگریزوں کی عملداری ہوئی ہے معاش کے سارے
> وسائل مفقود ہیں اور روزگار کے دروازے ہندوستانیوں
> پر بند ہیں سوائے معدودے چند لوگوں کے جنہیں عدالت
> دیوانی، کلکٹری، فوجداری پر مٹ، تھانہ تحصیل کے عملے میں
> معمولی سی تنخواہ کی نوکری مل جاتی ہے وہ بھی اب دفتروں کے
> تبدیل ہونے اور سرکاری کام کا ڈھانچہ بدل جانے کے بعد
> ایسا نظر آرہا ہے کہ ان لوگوں سے چھن جائے گی۔

سرکار انگریز نے تجارت کے سارے گرا پنے قبضے میں رکھے ہیں اور تمام اجناس مثلاً: کپڑا، سوت، برتن، گھوڑے اور دوسرے مویشی وغیرہ ملک انگلستان سے لاتے ہیں اور اسی ملک (ہندوستان) کے ہر ہر شہر اور گاؤں میں فروخت کرکے خود نفع کماتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کو نفع اندوزی کا کوئی موقع نہیں دیتے اس لئے ہمارے تاجر اپنے پیشوں سے دست بردار ہو گئے ہیں اور معافی داروں کا یہ حال ہے کہ بغیر کسی تحقیقات کے ہر ضلع میں معافیاں ضبط کرلی گئی ہیں اور معافی داروں کے لئے کوئی وجہ معاش نہیں چھوڑی ہے۔

اور کسانوں کا یہ حال ہے کہ ان پر اتنے محاصل واجب کر دیئے گئے ہیں کہ ان میں ادا کرنے کی سکت نہیں ان کی بے مقدوری خود کلکٹر کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتی ہے۔

پس جب کسی کے لئے اس ملک میں روزگار باقی نہ رہا ہو تو اب اہل حرفہ کس کے لئے کام کریں جو ان کا پیٹ بھرنے اور جب سارے ہی لوگ تنگئ معاش میں مبتلا ہوں تو بھیک منگے کو کون خیرات دے یہ مختصر سی کیفیت رعایا کے ہندوستان کی معاشی تنگی کی ہے (ان حالات میں) تمام عالم میں روزگار عنقا کی طرح پابند ہو گیا سینکڑوں بھائیں اور عماتِ اہلِ معنی کا ذر دمدار مزدوری کاتنے ۔ رسیاں بٹنے یا چکی پیسنے پر موقوف کئے ہوئے تھے۔

اب ریشم کی تجارت سرکار نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے اور ہاتھ کی چکیوں کی جگہ پن چکیاں لگ گئی ہیں تو یہ ذریعہ معاش بھی جاتا رہا۔

ان ساری دشواریوں کے باوجود مسٹر چارلس مٹکاف کا حکم ہوا کہ ہم غریب (ہندوستانی) زر چوکیداری ادا کریں جو کبھی سلاطین کے زمانہ میں یہ رسم نہیں ہوئی مگر حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھ کر اسے بھی قبول کیا اب تو مسٹر کرٹ مجسٹریٹ کا نیا حکم آیا ہے کہ جس میں انہوں نے ہر گلی کوچے میں پھاٹک تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے جس کا فائدہ نہ پہلے کچھ تھا نہ آئندہ ہو سکتا ہے ہم غریبوں نے فاقہ کشی کی مصیبت جھیل کر سامان گروی رکھ کر یا بیچ کھوچ کر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا اور اس حکم کی تعمیل بھی کر دی، اب تو تعمیر پھاٹکوں کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات یا چوکیدار کے تساہل سے ہم لوگوں کو آئے دن تکلیف کا سامنا ہے مگر اسے بھی جھیل لیا۔ اس خبر کے علاوہ اب صاحب مجسٹریٹ نے ہر محلہ میں پانچ پنچوں کے مقرر کرنے کا حکم دیا ہے۔"

(نثار احمد فاروقی دمولانا فضل حق خیر آبادی کا ایک غیر مطبوعہ خط سہ ماہی رسالہ نوائے ادب بمبئی صفحہ ۴۶، ۴۷ بحوالہ باغی ہندوستان صفحہ ۱۳۰-۱۳۱)

مختصر یہ کہ انگریز نے مسلمانوں کی جان مال، عزت و آبرو اور دین و ایمان سب کچھ چھین لینے کی کوشش کی:۔

(۱) انگریز نے مسلمان بچوں کو اپنا دین اور اپنی زبان سکھانے کے لئے جگہ جگہ

انگریزی اسکول کھولے اور مسلمانوں کے دینی مدرسوں کو یکسر ختم کرنیکی کوشش کی۔

(۲) ملک کی تمام پیداوار خرید کر غلے کی قیمت اور سپلائی پر اجارہ داری قائم کر لی تاکہ ساری خلق خدا ان کی محتاج رہے۔

(۳) مسلمانوں کو ختنہ کرانے سے روکنے اور پردہ نشین خواتین کا پردہ ختم کرانے کی بھی کوشش کی گئی۔

(الثورۃ الہندیہ، باغی ہندوستان صـ۳۵، ۴۶)

صرف یہی نہیں بلکہ:۔

زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤں میں ڈلوانا ——— سکھ رجمنٹ سے علی رؤس الاشہاد اغلام کرانا ——— فتح پور مسجد سے قلعے کے دروازے تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو لٹکانا، مسجدوں کی بے حرمتی خصوصاً شاہجہانی مسجد دہلی کے ممبروں میں گھوڑوں کا باندھنا، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرانا اور حوض میں وضو کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا ناقابل معافی اور غیر ممکن التلافی جرم ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: "انقلاب ۱۸۵۷ء کا دوسرا رخ"۔ مرتبہ شیخ حسام الدین بی۔اے امرتسری سابق صدر مجلس احرار اسلام ہند ——— باغی ہندوستان ص۲۴۵، ۲۴۶)

اس طرح انگریز نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا جس نے ذرا سر اٹھایا اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا آیا ——— ہزاروں ہزار کو بے قصور ہی سولی پر چڑھایا ——— بہت سے مسلمانوں کو زندہ ہی سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کھولتے ہوئے کڑھاؤں میں تلوایا ——— جامع مسجد فتح پور سے لے کر قلعہ کے دروازہ تک تمام درختوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو عبرت کے لئے لٹکایا ——— مساجد کو گھوڑوں کے اصطبل میں تبدیل کر کے وضو کے حوض میں لید

اور گوبر بھروایا غرضکہ گلی کوچوں اور بازار کی نالیوں میں گندے پانی کی جگہ مسلمانوں کا خون ناحق بہایا ایک طرف تو انگریز یہ سب کچھ کر رہا تھا اور ـــــــ دوسری طرف چشم فلک نے بے حسی اور ناعاقبت اندیشی کا یہ منظر بھی دیکھا تھا کہ ـــــــ کلکتہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی بڑے خشوع و خضوع سے وعظ فرمارہے تھے ـــــــ "انگریز پر جہاد کسی طرح واجب نہیں بلکہ انگریز پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"

اور سید احمد بریلوی مسلمانوں کو دلنشین انداز میں بڑے پیار سے سمجھا رہے تھے "ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلاوجہ فریقین کا خون گرا دیں"

چنانچہ اپنی انہی خدمات جلیلہ کے صلہ میں یہ مقدس حضرات سؤر کھانیوالی انگریز قوم کی حلال و طیب دعوتیں اڑا رہے تھے حرام خور انگریز سے جھولیاں بھر بھر کے نذرانے وصول فرما رہے تھے۔

جی ہاں! ـــــــ سید احمد بریلوی کے قدیم مداحین کی کتب "مخزن احمدی" اور "سوانح احمدی" بھی گواہ ہیں کہ انگریز بہادر اپنے ایجنٹ سید احمد اور غدار قوم اسمٰعیل دہلوی پر اشرفیوں کی بارش کیا کرتے تھے اپنے ان ـــــــ وفاداروں کے اعزاز میں دعوتوں کا اہتمام کیا کرتے تھے اس کے عوض غداران قوم انگریزوں کا دم بھرتے تھے انگریزوں کا کلمہ پڑھتے تھے چنانچہ تبلیغ اسلام کا ذرا یہ بھونڈا منظر بھی ملاحظہ فرمایئے خود انگریزوں کے درمیان اسمٰعیل دہلوی جہاد کا وعظ فرماتے تھے اور انگریز بہادر اپنی میموں کو پیر و مرشد سید احمد کا مرید کراتے تھے اور پھر ان حضرات کو حق غداری کے طور پر گرانقدر نذرانے پیش کئے جاتے تھے جنہیں یہ

حضرات خونِ مسلم کے معاوضہ کے طور پر بخوشی قبول کرتے جاتے تھے اور انگریزی سامراج کی حیاتِ دائمی کے لیئے دعائے خیر فرماتے تھے بلکہ دوسرے غداروں کے ساتھ خود انگریزی راج پر قربان ہوئے جاتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شروع سے لیکر آج تک ملتِ اسلامیہ میں ابوعبداللہ میر جعفر اور میر صادق سبھی قسم کے غدار گذرے ہیں مگر جس نوعیت سے سید احمد نابکار اور اسمٰعیل دہلوی نابکار نے مسلمانوں سے غداری کی ہے تاریخ اسلام میں ایسی کوئی دلیل شامل نہیں ملتی۔

غرضیکہ حریت آزادی کے بطلِ جلیل علامہ فضلِ حق خیرآبادی کی ذاتِ گرامی اپنے عہد پر چھائی ہوئی تھی۔ ان کی تمام زندگی انگریز کے خلاف جہاد میں اور باقی اس جرم کی سزا پانے میں گذری وہ شہید تحریک آزادی تھے اور صحیح معنوں میں جنگِ آزادی کے "ہیرو" تھے لیکن انگریز کے پٹھوؤں نے ان کی صاف شفاف شخصیت کو اس قدر گدلایا ——— وہابیہ نے ان کے چاند سے کردار کو اس درجہ گہنایا اور نام نہاد مؤرخوں نے جان بوجھ کر قوم کے دل سے ان کی زریں خدمات کو اس طرح فراموش کرایا کہ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ آج عام طور پر تمام تاریخوں، تذکروں اور درسی کتابوں میں قوم کے انہی غداروں اور انگریز کے ایجنٹوں یعنی سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ——— ہی کو جنگِ آزادی کا "ہیرو" قرار دیا جارہا ہے حالانکہ تحریک آزادی سے قریب تر لکھی جانے والی کسی بھی کتاب میں بلکہ اس دور کے انکے اپنے مؤرخ کی لکھی ہوئی کسی کتاب میں بھی ان غداروں کی ——— "انگریز دشمنی" ——— کے حق میں کوئی شہادت کوئی روایت موجود نہیں جبکہ فضلِ حق خیرآبادی کے حق میں کیا اپنے کیا پرائے سبھی کلمۂ خیر لکھ رہے ہیں انتہا یہ ہے کہ خود ان کا دشمنِ جاں انگریز بھی اپنی مخصوص

زبان میں انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

جی ہاں! علامہ کی وفات کے صرف ۹ سال بعد مشہور انگریز مصنف ہنٹر مدرسۂ عالیہ کلکتہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اسی کے صدر مدرس عبدالحق خیرآبادی کے والد فضل حق خیرآبادی کے متعلق لکھتا ہے:۔

"موجودہ ہیڈ مولوی اس عالم دین کے صاحبزادے ہیں جن کو ۱۸۵۷ء کے غدر نے نمایاں کر دیا تھا اور جنہوں نے اپنے جرموں کا خمیازہ اس طرح بھگتا کہ بحر ہند کے ایک جزیرے میں تمام عمر کے لیے جلا وطن کر دیئے گئے اس "غدار" عالم دین کا کتب خانہ جس کو حکومت نے ضبط کر لیا تھا اب کلکتہ کے کالج میں موجود ہے"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان صفحہ ۲۹۳ مترجمہ ڈاکٹر صادق حسین طبع دوم ۱۹۵۵ لاہور)

بھلا اس سے بڑا علامہ کے لیے تمغۂ اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ انگریز اپنے قلم سے انہیں "غدار" لکھ رہا ہے اور عمر قید کا سزاوار ٹھہرا رہا ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ علامہ جنگ آزادی کے روح رواں تھے ہوشمند مدبر اور بالغ نظر مبصر کی حیثیت سے ہندوستانی سیاست و معیشت پر ان کی گہری نظر تھی حساس دل لے کر آئے تھے اور خدا کی دی ہوئی بصیرت سے آنے والے طوفان کا اندازہ لگا چکے تھے اسی لئے عمائدین مملکت کو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر اٹھاتے رہے تھے۔

خود اپنے عربی رسالہ غدریہ میں جو واقعات غدر پر ایک مستند دستاویز ہے، بڑے دکھے دل سے لکھتے ہیں:۔

"تحریک آزادی کے سلسلے میں میری جو رائے تھی اور میری

عقل کا جو فیصلہ تھا میں نے لوگوں کے سامنے رکھا مگر انہوں

نے میری رائے اور میری ہدایت کو نہ مانا"

چنانچہ ناعاقبت اندیش اپنی سزا کو پہنچے ——— علامہ کے سارے

اندیشے صحیح ثابت ہوئے۔

علامہ کی وسیع النظری، دور اندیشی حق گوئی اور جرأت مندی کی پورے غلام

ہندوستان میں مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ عدالت میں علامہ کی مقدس صورت دیکھی تو انگریزوں کا مخبر اسقدر

متاثر ہوا کہ اپنے سابقہ بیان سے مکرنے لگا اور کہنے لگا کہ :۔

مولانا فضل حق یہ نہیں وہ دوسرے تھے جنہوں نے فتویٰ دیا تھا"

لیکن علامہ کی شان استقلال کے قربان جایئے کہ اللہ کے شیر نے گرج کر کہا:۔

۔ پہلے اس گواہ نے سچ کہا تھا اب عدالت میں میری صورت

دیکھ کر مرعوب ہو گیا ہے اور جھوٹ بول رہا ہے ———

اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے "

(از سیر علماء)

اس طرح بھری عدالت میں اپنے فتوے جہاد کا صاف لفظوں میں اقرار کر کے

ہر قسم کے مصائب کو علامہ نے خود دعوت دی۔ مصلحت کوشی کو بالائے طاق رکھ

کر رعایت کا ہر موقع ہاتھ سے نکل جانے دیا غرضکہ حالات سے کسی طرح سمجھوتہ نہ

کیا مگر آزادی کی لاج بہر حال رکھی اور حریت کی ناموس کا دفاع بہر طور کیا ———

نتیجہ جو ہونا تھا سو ہوا مگر علامہ نے تاحیات قید و بند کی سزا کو بڑی خندہ پیشانی

سے قبول کیا۔

آخر کار وہاں بڑے اذیت ناک مصائب کا شکار ہو کر اپنی جان عزیز کو

جان آفریں کے سپرد کر دیا ــــــ مگر انگریز کے سامنے سر نہ جھکایا۔

اس طرح اس سرفروش نے سر کٹا کر تاریخ آزادی ہند میں اپنا نام روشن حرفوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شدہ زعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسی طرح ان غداران ملک وملت کے جانشینوں کا تعلق کردار بھی اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ اسی دوران علمائے دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی کو جنگ آزادی میں شرکت کے شبہ میں پکڑا جاتا ہے اور مظفر نگر کی عدالت میں پیش کر کے پوچھا جاتا ہے: "کیا تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا تھا"

اس پر مولوی گنگوہی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہمارا کام فساد نہیں، نہ ہم مفسدوں کے ساتھی"

(از تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۸۵۔ از عاشق علی میرٹھی دیوبندی)

یہ تو رہا عدالتی کا حال اب ذرا ان بزرگوں کی نجی محفل کا احوال بھی خود انہی کی زبانی سن لیجیے۔ چنانچہ مولوی گنگوہی فرماتے تھے:۔

"جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا ــــــ اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو جو چاہے سو کرے۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۸۰)

کیا غضب ہے کہ آقایان فرنگ کے انہی غلاموں کو آج حریت و آزادی کے بطل جلیل علامہ فضل حق خیر آبادی پر فوقیت دی جا رہی ہے انگریز کے پیر کی جوتی

کو وہابیہ اپنے سر کا تاج بنا رہے ہیں ______ اور قوم کے سرتاج کے سر پر خاک اڑا رہے ہیں۔

جنوں کا نام خرد پڑ گیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

نہایت ذلت آمیز تیری داستان نکلی
کہ لکڑی جلنے سے پہلے ہی کوئلہ نکلی

جو کہ سروں پہ آج رکھے جو تاج ہی
وہ فتنہ سرور وہابیہ نکلی

واقعات کم، نکات اہم، فکر کی بلندی، زبان و ادب کا
چٹخارہ۔ تشبیہات و استعارات اور مثال و نظائر
کا شاہکار
قارئین کو تقریر کا نیا رُخ، نیا روپ
اور نیا موڑ سکھانے والی

خطباتِ نظامی

خطیبِ مشرق پاسبانِ ملت علامہ مشتاق احمد نظامی

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

ناشر
مکتبہ نظامی جامع مسجد شمع نگر، بھیونڈی، ضلع تھانہ